مسلمانوں کے دلوں میں

حرمین شریفین کی عظمت

مؤلف

پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

صاحب الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل

مترجم

حافظ محمد سیفی عمری

ناشر: مرکز دار الہدی، اڈپی، ہند

مُسلمانوں کے دلوں میں
حرمین شریفین کی عظمت

تصنیف

پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن اعظمی رحمہ اللہ

مسلمانوں کے دلوں میں
حرمین شریفین کی عظمت

تصنیف

پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن اعظمی رحمہ اللہ

استاد سابق جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

ومدرس حرم نبوی شریف

مترجم

محمد سیفی عمری

استاد زائر جامعہ دار السلام عمر آباد

دار الہدی، اڈپی

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : مسلمانوں کے دلوں میں حرمین شریفین کی عظمت

تصنیف : پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن اعظمی رحمہ اللہ

مترجم : محمد سیفی عمری

صفحات : ۱۲۰

ایڈیشن : اول ۲۰۲۰ء مطابق ۱۴۴۱ھ

تعداد : ۲۰۰۰

طباعت : الہدی پبلیکیشنز، دہلی

ناشر : مرکز دار الہدی، اڈپی، کرناٹک (انڈیا)

Email: dar_ul_hudaudupi@yahoo.com
Web: www.darulhudaudupi.org

ملنے کا پتہ

DAR-UL-HUDA CHARITABLE TRUST®
#1, First Floor, Himalay Pearl, Udupi - Manipal Road
Kadiyali, Udupi, Karnataka - India, Pin: 576102
Cell: +91 9945565905

فہرست

عرض ناشر.. ۶
عرضِ مترجم.. ۸
حرف انبساط.. ۱۰
مقدمہ.. ۱۳

حرمینِ شریفین کی فضیلت ۱۴-۳۰

❖ حرمینِ شریفین حرمت والے پُرامن شہر ہیں ۱۴
❖ آپ ﷺ کے فرمان: "مثل ما حرّم به إبراهيم مكة" کی تشریح ۱۵
❖ ان مساجد میں نماز کی ادائیگی کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے ۲۰
❖ صرف تین مساجد کے لئے سفر جائز ہے ۲۲
❖ دجال کے فتنہ سے حفاظت ۲۴

مکہ مکرمہ کی فضیلتیں........................ ۳۱-۷۴

۱- متعدّد نام ۳۱
۲- اللہ نے مکہ کو امن و امان کا گہوارہ بناتے ہوئے اس کی حرمت کو خونِ مسلم کی حرمت کے برابر قرار دیا ۳۳
۳-مکہ کے امتیازات اور خصوصیات.. ۳۸
❖ اللہ نے اس میں ایک بابرکت گھر بنا رکھا ہے ۳۸
❖ طواف ۴۱

۴- حجرِ اسود ۴۳
❖ حجر اسود کو بوسہ دینا اور چھونا مستحب ہے ۴۳
❖ حجر اسود قیامت کے دن اس شخص کے ایمان کی گواہی دے گا جس نے اس کا استلام حق (اسلام) کے ساتھ کیا ہوگا ۴۵
۵- بیت اللہ میں دو رکن ہیں ۴۷
۶- مقام ابراہیم ۵۲
۷- الحِجْر ۵۲
❖ آبِ زمزم ۵۷
❖ مسجدِ حرام کی ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے ۶۵
❖ بیت اللہ میں کسی بھی وقت نماز جائز ہے ۶۶
❖ اس گھر کے طواف سے نہ روکنا ۶۶
❖ مشرک مکہ میں داخل نہیں ہو سکتا ۶۷
❖ مکہ میں الحاد کا ارادہ بھی حرام ہے ۶۸
❖ حبِ مکہ نبی ﷺ کے نزدیک ۷۱

فضائل مدینہ نبوی ﷺ ۷۵-۱۰۹
❖ مدینہ منورہ کے نام ۷۵
❖ اصل باشندگانِ مدینہ ۷۶
❖ مدینہ نبوی ﷺ کی خصوصیات ۷۸
❖ اہلِ مدینہ میں دہشت پیدا کرنے کی سخت ممانعت ۸۰
❖ مدینہ منورہ کے بعض اہم اور مشہور مقامات کی فضیلت و اہمیت ۸۳
❖ مسجدِ نبوی ﷺ ۸۳

❖ روضہ اطہر ۸۴
❖ نبی ﷺ اور صاحبین کے قبروں کی فضیلت ۸۶
❖ نبی اکرم ﷺ اور صاحبین ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبروں کے زیارت کے آداب ۸۹
❖ مدینہ منورہ میں کسی بھی قسم کی نئی بات (بدعت) شروع کرنا حرام ہے، بدعتی یا بدعتی کو پناہ دینے والے کے خلاف سخت عتاب ہے ۹۰
❖ مسجد نبوی میں منبرِ رسول اللہ ﷺ ۹۱
❖ مسجدِ قباء ۹۲
❖ احد کا پہاڑ ۹۵
❖ وادی عقیق ۹۶
❖ بقیع غرقد ۹۶
❖ عوالی مدینہ اور وہاں کے عجوہ کھجور ۹۷
❖ مدینہِ نبوی ﷺ میں رہن سہن کے آداب ۹۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِينَ، وَالصَّلاةُ وَالسَّلامُ عَلى أَشْرَفِ الأَنْبِياءِ وَالمُرْسَلِينَ، نَبِيِّنَا مُحَمَّد وَعَلَى آلِه وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، وَبَعْدُ.

شہر مکہ کی فضیلت کے لئے یہ کافی ہے کہ خود خالقِ کائنات، مالکِ دو جہاں، اللہ ربّ العامین نے اپنی مقدّس اور آخری کتاب قرآن حکیم میں شہر مکہ کی قسم کھائی ہے، اور رہتی دنیا تک اس کی عزت و حرمت کو باقی رکھنے کے لئے اپنی مہر ثبت کر رکھّی ہے۔ شہر مدینہ کی فضیلت سے متعلق نبی رحمت ﷺ کی بے شمار حدیثیں موجود ہیں۔ یہ دونوں شہر مسلمانانِ عالم کے لئے ہمیشہ قابلِ احترام اور توجہ کا مرکز اور جائے امن ہیں۔

ہر ایک مسلمان کا دل حرمین شریفین کی عظمت سے لبریز و معمور ہے۔ یہ دنیا کے وہ مقدس ترین اور پاکیزہ مقامات ہیں جن کا انتخاب سید الانبیاء والمرسلین کی جائے پیدائش، مقامِ سکونت، وحی کے نزول اور منبع ایمان کے لیے ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث میں ان شہروں کے احترام کی تاکید کی گئ ہے اور ساتھ ہی ان تمام امور سے روکا گیا ہے جس سے ان کی عظمت پر آنچ آنے کا خدشہ ہو۔

ارض حرمین شریفین کی عظمت کے موضوع پر بہت سے علماء و محدثین نے کتابیں لکھی ہیں؛ زیر نظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے؛ جس کا نام ”عظمة الحرمين الشريفين في قلوب المسلمين“ ہے۔ یہ کتاب اصلا عربی زبان میں لکھی گئی ہے۔ جس کے مؤلف مدینہ طیبہ میں فن حدیث کے مشہور عالم اور مسجد نبوی شریف کے سابق مدرس اور کئی کتابوں کے مؤلف فضیلۃ الشیخ **محمد ضیاء الرحمن اعظمی** رحمہ اللہ ہیں۔

شیخ محمد ضیاء الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کی شخصیت سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔ وہ اس عہد کی

ایک نادر علمی شخصیت تھے۔ وہ اسلامی عقائد، ہندوستان کے ادیان باطلہ، اور کئی اسلامی علوم کے بیک وقت ماہر تھے۔ لیکن آپ کا اصل میدان فن حدیث تھا۔اس حوالے سے آپ نے جو عظیم خدمات انجام دی ہیں وہ بے مثال ہیں۔

ان کی بے شمار تصانیف ہیں جن میں ''الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل'' فن حدیث کا ایک منفرد تاریخی کارنامہ ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ بعنوان: **''مسلمانوں کے دلوں میں حرمین شریفین کی عظمت''** ہمارے قابل اعتماد اور عزیز دوست **حافظ محمد سیفی عمری، ایم. فل**، نے کیا ہے؛ جو جامعہ دار السلام، عمر آباد کے استاذ ہیں۔ آپ اس سے پہلے کئی کتابوں کا ترجمہ کر چکے ہیں۔ اللہ مؤلف اور مترجم اور ناشر سب کے حق میں اسے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔

میں اللہ رب العالمین کے فضل وکرم کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے دار الہدی کو اس کتاب کی اشاعت کا شرف بخشا۔ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ كُلُّهُ۔

اللہ رب العالمین کے فضل وکرم کے بعد میں اس کتاب کے مؤلف اور مترجم اور ان تمام معاونین کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں ہر طرح کا تعاون کیا۔ اللہ سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

قارئین سے ہماری درخواست ہے کہ انہیں اس کتاب میں کسی مقام پر کوئی غلطی نظر آئے تو مرکز دار الہدیٰ اڈپی کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ اسے درست کیا جائے۔

واللهُ الْمُوَفِّقُ، وَهُوَ الْهَادِئُ إلى سَوَاءِ السَّبِيْلِ. اللّٰهُمّ تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيم.

ڈاکٹر ابو عمر پرویز ناکوا عمری مدنی (مقیم مدینہ طیبہ)

مدیر

مرکز دار الہدی، اڈپی

۱ ذوالحجہ، ۱۴۴۲ ہجری مطابق ۱۱ جولائی ۲۰۲۱م

عرضِ مترجم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم.

زیرِ نظر کتاب محدث العصر دکتور ضیاء الرحمن اعظمی رحمہ اللہ کی عربی تصنیف «عظمة الحرمين الشريفين في قلوب المسلمين» کا اردو ترجمہ ''مسلمانوں کے دلوں میں حرمین شریفین کی عظمت'' ہے۔

حرمین شریفین مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ دنیا کے مقدس ترین مقامات ہیں، ان کی عظمت، احترام اور تقدس ایمان کا ایک لازمی جزء اور حصہ ہے۔ ایک مسلمان کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے دل میں ان مقامات کی اہمیت اور تقدس جاگزیں نہ ہو۔ قرآن کریم اور احادیثِ نبوی میں ان مقامات کی اہمیت اور فضیلت کی بابت کافی سارے نصوص وارد ہیں ان مقامات کی زیارت باعثِ ثواب ہے، یہاں پر ادا کی گئی نمازیں باعث فضیلت ہیں، یہاں کی سکونت نبی ﷺ کی شفاعتِ خاص کی حقدار بناتی ہے، دجال کا فتنہ اور طاعون یہاں داخل نہیں ہوسکتے۔ ان مقامات کی حفاظت کے لئے فرشتے مامور ہیں اور تو اور اسلام کے بنیادی رکن ''حج بیت اللہ'' کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ کی زمین کا انتخاب کیا گیا تو سید الانبیاء والمرسلین کی ہجرت اور مدفن کے لئے مدینہ منورہ کی زمین مختص کی گئی۔

اس کتاب میں مولفؒ نے ان مقامات کی تاریخ، اہمیت اور فضیلت کے لئے قرآنی آیات اور صحیح احادیث کو یکجا کیا ہے تاکہ مسلمانوں میں ان مقامات کی فضیلت اور اہمیت جاگزیں ہوں۔

اس موقع پر میں جامعہ دارالسلام کے معتمدِ عمومی مولانا کاکا سعید احمد عمری حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں جنھوں نے حرف انبساط لکھا اور ساتھ ہی ناظم جامعہ مولانا حفیظ الرحمن اعظمی عمری حفظہ اللہ کا بھی جن کی ایماء اور تحریک پر یہ ترجمہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔

والدِ محترم مولانا عبدالمالک سیفی عمری اور مولانا صادق محی الدین عمری ندوی حفظہما اللہ کا بھی مشکور ہوں جنھوں نے اس ترجمہ پر نظرِ ثانی کی۔ برادرم مولوی اسماعیل ذبیح اللہ عمری، مولانا اطہر محمدی، مولوی عبدالمقسط عمری اور مولوی نذیر عمری نے اس اردو مسودہ کی ٹائپنگ، اور ٹائٹل پیج کی ڈیزائنگ کی۔ اللہ ان تمام کو جزائے خیر دے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی، اگر میں شیخ پرویز ناکوا عمری مدنی حفظہ اللہ اور ان کے ادارہ ''دارالہدی'' اڈپی کا شکر ادا نہ کروں، جنھوں نے اس اردو ترجمہ کو اپنے ادارہ سے شائع کیا۔ آپ کی دعوتی اور رفاہی سرگرمیوں کا چرچا چہار جانب پھیل رہا ہے۔ اللہ آپ سے مزید کام لیتا رہے، آپ کو اور آپ کے سرگرم ادارہ ''دارالہدی'' اڈپی کو امت کے لئے نفع بخش بنائے۔

دعا ہے کہ اللہ ان تمام محسنین کو جزائے خیر دے، انھیں صحت وعافیت سے نوازے اور مؤلف کی مغفرت فرمائے اور ہم تمام کے لئے یہ کتاب صدقہ جاریہ بنادے۔ آمین

وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين.

حرف انبساط

الحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ.

برادر عزیز ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی کی کوئی نئی تصنیف آتی ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ وہ اتنا کام کیسے اور کب کرتے ہیں؟ کیا ان کے شب و روز کے گھنٹے ۲۴ر سے کچھ زیادہ ہیں؟ طالب علمی کے دور میں ریاضت و محنت کی عادت نے ان کو عمر کے ہر دور میں کام کرنے کا عادی بنادیا ہے۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ ہر کام کرنے والے کے لیے، چاہے وہ متعلم ہو، معلم ہو یا کسی بھی میدان کا کارکن ہو، آپ کی ذات ایک نمونہ ہے کہ

ع کام کرنا ہی کامیابی ہے

"الجامع الکامل" کی دوسری اشاعت اٹھارہ جلدوں اور تلخیص پانچ جلدوں میں مکمل کرتے ہوے سیرۃ النبی ﷺ پر دو جلدوں میں ایک ضخیم مستند کتاب تیار ہوگئی۔ ہمارے پیش نظر اس وقت ایک چھوٹا کتابچہ ہے، جو ضخامت میں چھوٹا ہے، مگر عنوان اور موضوع میں بہت بڑا اور عظیم ہے۔

عظمة الحرمين الشريفين في قلوب المسلمين (حرمین شریفین کی عظمت اور احترام مسلمانوں کے دلوں میں)

حرمین شریفین کا ہر مسلمان کے دل میں جو مقام ہے اور ان سے جو محبت و عقیدت ہے وہ سب پر عیاں اور بیاں ہے۔ حرمین کے ایک ایک قابل احترام مقام کا تذکرہ اس کتاب میں آپ پڑھیں گے۔

مصنف کے تعارف میں پہلے لکھا جاچکا ہے اور اب تو ساری علمی دنیا ان سے متعارف ہے۔ پھر بھی نئے پڑھنے والوں کو بتادیتے ہیں کہ وہ آج سے ساٹھ سال پہلے کفر کی دھوپ سے

اسلام کے سایے میں آئے۔ اس راہ میں آنے والے ہر امتحان اور چیلنج کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔ محنت ولگن سے مختصر مدت میں وہ سب کچھ سیکھا جوان کے لیے نیا تھا۔ جامعہ دارالسلام کی آغوش میں چھے سالوں تک کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر علم وعمل سے اپنے آپ کو آراستہ کیا۔ رات کے تین تین بجے مشفق اساتذہ کے دروازوں کو دستک دے کران کی چوکھٹوں پر تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ عمرآباد سے کندن بن کر نکلے۔ مدینہ اور مکہ تک ان کی رسائی ہوی۔ دونوں شہروں کی یونی ورسٹیوں سے بی اے، ایم اے کیا۔ جامعہ ازہر قاہرہ مصر سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ زندگی جن قربان گاہوں کی راہوں سے گزری، طبیعت اسی مناسبت سے مشکل پسند بن گئی۔ ایم اے، پی ایچ ڈی وغیرہ کے لیے موضوع بھی سخت سے سخت محنت طلب اختیار کیا۔ مکہ مکرمہ میں رابطۂ عالم اسلامی کے جنرل سکریٹری کے ماتحت کچھ دن مصروفِ کار رہے۔ مزاج پڑھنے پڑھانے، لکھنے لکھانے کا تھا۔ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں حدیثِ رسول کے استاذ کا منصب منتظر تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس کے عمید (Principal) مقرر کردیے گئے۔ اونچے عہدے علمی کاموں کی فرصت کم ہی دیتے ہیں، لیکن ہمارے عزیز نے ڈھیر سارے کاموں کے ساتھ بحث وتحقیق کے لیے حدیثِ رسول کا انتخاب کیا۔ تصنیفات وتالیفات جو بلا مبالغہ بیسیوں ہزار صفحات پر مشتمل ہیں، ان کا حقِ تحقیق وتخریج ادا کرکے اہلِ علم سے خراجِ تحسین حاصل کیا۔ مقبولیت ایسی ہوئی کہ کئی تصانیف کے کئی کئی ایڈیشن شائع ہوئے اور ہاتھوں ہاتھ لیے گئے۔ سب سے بڑا کارنامہ ”الجامع الکامل فی الحدیث الصحیح الشامل“ کی تالیف کا ہے، جو بارہ ضخیم جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ اور اس کا دوسرا ایڈیشن اٹھارہ جلدوں میں چھپنے جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی بھی محنت کرنے والے مومن کی محنت ضائع نہیں کرتا۔ اس کی مثال ضیاء الرحمٰن ہیں۔ ان کی زندگی سب کے لیے ایک تحریک اور پیغامِ عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ جامعہ کے فارغین کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین۔

کتاب کے مترجم عزیزم محمد سیفی عمری جامعہ کے ایک ہونہار فارغ اور علمی خاندان کے سپوت ہیں۔ دادا مولانا عبدالغنی عمریؒ جامعہ محمدیہ رائیدرگ کے شیخ الحدیث تھے تو والد مولوی

عبدالمالک سیفی عمری جامعہ دارلسلام کے استاذ اور ماہ نامہ راہ اعتدال عمرآباد کے مسؤل ہیں۔ محمد سیفی کی یہ کوشش ہے۔ ان کی ہمت اور شوق نے پیش قدمی کرکے اس کام کو اپنے ہاتھوں میں لیا تھا اور بہت حد تک اس میں کامیاب بھی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آگے بھی ان سے ایسے مفید کام لیتا رہے۔

ادارہ مصنف کے ساتھ مترجم کو بھی مبارک باد دیتا ہے، اور ان کی جہود و مساعی کو قدر نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو دارین میں جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی خدمات کا سلسلہ دراز فرمائے۔ آمین

کاکا سعید احمد عمری

مقدمہ

ہر ایک مسلمان کا دل حرمین شریفین کی عظمت سے لبریز و معمور ہوتا ہے۔ یہ کرۂ ارض کے ان مقدس ترین مقامات میں سے ہیں جن کا انتخاب سید الانبیاء والمرسلین کی جائے پیدائش، مقامِ سکونت، مہبطِ وحی اور منبع ایمان کے لیے ہوا۔ یہ کرۂ ارض کے مقدس اور پاکیزہ ترین مقامات ہیں جن کی جانب ہر مومن و مسلمان کا دل کھنچا چلا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ کتاب و سنت میں اسکی عظمت اور اسباب عظمت کو اپنانے کی تاکید کی گئی اور ساتھ ہی ان تمام کاموں سے روکا گیا ہے جس سے ان کی عظمت پامال ہوتی ہو۔

ابتدائے اسلام سے ہر ایک خلیفہ و بادشاہ نے حرمین شریفین کے تحفظ اور ان کو وسیع سے وسیع تر کرنے کا خاص اہتمام کیا۔ اس خدمتِ جلیلہ میں حکومتِ سعودیہ کی کاوشوں اور کوششوں کو سنہرے الفاظ میں لکھا جائے گا۔ بانیٔ حکومتِ آل سعود شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعودؒ (جن کی کوششوں سے ارض مقدسہ سے شرک و بدعت کا خاتمہ اور جہالت وضلالت کا قلع قمع ہوا) نے ۱۳۴۴ھ میں زائرینِ حرم و مصلیان حرم کو سہولیات بہم پہنچانے کے بہت سارے احکامات جاری فرمائے اور یہ جو سلسلہ شروع ہوا، اس کو اب تک آپ کے ابناء جاری رکھے ہوئے ہیں، مملکتِ سعودیہ کی ترجیحی پالیسیوں میں سے ایک اہم پالیسی زائرین و معتمرین کی خدمت اور انکو ہر ممکن سہولت وآرام فراہم کرنا ہے۔ مملکتِ سعودیہ کو اس عظیم خدمت پر فخر وناز ہے اور وہ رضائے الٰہی کی خاطر اپنی خدمت کے اس دائرہ کو وسیع سے وسیع تر بنانے کے لیے ہمہ وقت کوشاں وسرگرم ہیں۔

رب العالمین سے دعا ہے کہ وہ خادم حرمین شریفین، ولی عہد اور حکومتِ راشدہ کی حفاظت فرمائے اور انہیں ہر قسم کے فتنہ وشر سے بچائے۔ آمین۔

مدینہ منورہ — مؤلف

سنہ ۱۴۴۱ھ — ۲۰۲۰ء — عفا اللہ عنہ

حرمینِ شریفین کی فضیلت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حرمین شریفین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو بہت ساری فضیلتوں اور خصوصیتوں سے ممتاز فرمایا ہے۔ جن کا تذکرہ ہمیں قرآن وحدیث میں جابجا ملتا ہے۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ بعض نصوص کا تذکرہ آنے والی سطروں میں کروں تاکہ ہمارے دلوں میں ان مشاعرِ مقدسہ کی اہمیت جاگزیں ہو۔

حرمینِ شریفین حرمت والے پُرامن شہر ہیں:

حرمین شریفین کو اللہ تعالی نے باحرمت اور پُرامن بنایا ہے جو ان کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ان مقامات کی حرمت کے باب میں بہت ساری روایات وارد ہیں جن کو بیس سے زائد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے روایت کیا ہے اور یہ روایات تواتر کے مقام کو پہنچ جاتی ہیں۔ بعض احادیث درج ذیل ہیں:

- عن أنس بن مالك رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأبي طلحة: الْتَمِسْ غُلَامًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ يُرْدِفُنِي وَرَاءَهُ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّمَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حتى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ وَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ أَوْ بِكِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حتى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَدَعَوْتُ رِجَالًا فَأَكَلُوا وَكَانَ ذَلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا ثُمَّ أَقْبَلَ حتى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ: هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ. متفق عليه: رواه البخاري (۵۴۲۵)، ومسلم (۱۳۶۵: ۴۶۲)

رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہؓ سے فرمایا اپنے یہاں کے بچوں میں سے کوئی بچہ تلاش کرلاؤ، جو میرے کام کردیا کرے، چنانچہ ابوطلحہؓ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا کر لائے، میں نبی کریم ﷺ کی جب بھی آپ کہیں پڑاؤ کرتے، خدمت کرتا۔ میں سنا کرتا تھا نبی ﷺ بکثرت یہ دعا پڑھا کرتے تھے ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ“ اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں غم سے، رنج سے، عجز سے، کاہلی و سستی سے، بخیلی سے، بزدلی سے، بارِ قرض سے اور لوگوں کے غلبہ سے۔ انسؓ کہتے ہیں کہ میں اس وقت سے آپ ﷺ کی خدمت میں برابر لگا رہا، یہاں تک کہ ہم لوگ خیبر سے واپس ہوئے، اس وقت ام المؤمنین حضرت صفیہؓ بھی آپ کے ساتھ تھیں اور اپنی سواری کے پچھلے حصہ پر چغہ یا چادر کا تکیہ ڈال کر انہیں وہاں بٹھاتے، ہم جب صہباء نامی مقام پر پہنچے، تو آپ ﷺ نے حیس (کھجور، پنیر اور گھی کا ملیدہ) بنایا اور مجھے بھیجا، میں لوگوں کو بلا لایا، لوگوں نے کھایا، اس نکاح کی یہ دعوت ولیمہ تھی، پھر ہم سوئے مدینہ روانہ ہوگئے۔ جب احد دکھائی دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے۔ اور جب مدینہ نظر آنے لگا تو فرمایا ”اے اللہ میں ان دونوں پہاڑوں کے مابین علاقہ کو اسی طرح حرمت والا بناتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر بنایا۔ اے اللہ ان کے مد اور صاع میں برکت عطا فرما“۔

آپ ﷺ کے فرمان: "مثل ما حرّم به إبراهيم مكة" کی تشریح:

یہ بات ذہن نشین رہے کہ تخلیقِ ارض و سماء سے ہی مکہ محترم و باعظمت ہے۔ اس علاقہ کے غیر آباد ہونے کی وجہ سے لوگ اس کی عظمت کو بھلا بیٹھے، پھر ابراہیم علیہ السلام آئے اور اپنی ذریت کو وہاں بسا کر مکہ کی حرمت کا اعلان فرمایا، اور کعبہ کی تجدید کی۔ مکہ مکرمہ کی یہ عظمت وحرمت تاقیامت باقی وبرقرار رہے گی۔ آپ ﷺ سے قبل اس ارضِ مقدسہ میں قتل وجدال حرام تھا، آپ ﷺ کے دور میں چند گھنٹوں کے لیے قتال کی اجازت دی گئی اور پھر اس حلت کے حکم نامہ کو واپس لے کر اس کی حرمت کو بحال کیا گیا۔ ہاں اگر کوئی اس شہر میں بغاوت کا علم بلند

کرے یا سرکشی کرے۔ تو ان سے نمٹنے کے لئے جب قتال کے علاوہ کوئی صورت نظر نہ آئے تو پھر امن وسلامتی کی خاطر ان کی سرکوبی کی جا سکتی ہے۔ یہی جمہور اہل علم کی رائے ہے۔ جس کا تذکرہ امام نووی رحمہ اللہ نے مسلم کی شرح میں کیا ہے۔

- وعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بن عاصم رضي الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لِأَهْلِهَا، وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ، وإِنِّي دَعَوْتُ فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا بِمِثْلِ مَا دَعَا به إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام لأهل مَكَّةَ.

متفق عليه: رواه البخاري (٢١٢٩)، ومسلم (١٣٦٠: ٤٥٥)

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا اور اس کے مکینوں کے لیے دعا فرمائی، ابراہیمؑ نے جس طرح مکہ کو حرمت والا قرار دیا، اسی طرح میں مدینہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں اور میں یہاں کے باشندگان کے مد وصاع میں برکت کی دعا کرتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ والوں کے لیے کی تھی۔

- وعَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى الْمَهْرِيِّ أَنَّهُ أَصَابَهُمْ بِالْمَدِينَةِ جَهْدٌ وَشِدَّةٌ وَأَنَّهُ أَتَى أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ لَهُ إِنِّي كَثِيرُ الْعِيَالِ وَقَدْ أَصَابَتْنَا شِدَّةٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَنْقُلَ عِيَالِي إِلى بَعْضِ الرِّيفِ. فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ لَا تَفْعَلِ الْزَمِ الْمَدِينَةَ فَإِنَّا خَرَجْنَا مَعَ نَبِيِّ اللهِ ﷺ -أَظُنُّ أَنَّهُ قَالَ- حتى قَدِمْنَا عُسْفَانَ فَأَقَامَ بِهَا لَيَالِي فَقَالَ النَّاسُ وَاللهِ مَا نَحْنُ هَا هُنَا فِي شَيْءٍ وَإِنَّ عِيَالَنَا لَخُلُوفٌ مَا نَأْمَنُ عَلَيْهِمْ. فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ «مَا هَذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِكُمْ -مَا أَدْرِي كَيْفَ قَالَ- وَالَّذِي أَحْلِفُ بِهِ أَوْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ هَمَمْتُ أَوْ إِنْ شِئْتُمْ -لَا أَدْرِي أَيَّتَهُمَا قَالَ- لَآمُرَنَّ بِنَاقَتِي تُرْحَلُ ثُمَّ لَا أَحُلُّ لَهَا عُقْدَةً حتى أَقْدَمَ الْمَدِينَةَ وَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ فَجَعَلَهَا حَرَمًا وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ حَرَامًا مَا بَيْنَ مَأْزِمَيْهَا أَنْ لَا يُهَرَاقَ فِيهَا دَمٌ وَلَا يُحْمَلَ فِيهَا سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا يُخْبَطَ فِيهَا شَجَرَةٌ إِلَّا لِعَلْفٍ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ

لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنَ الْمَدِينَةِ شِعْبٌ وَلَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا حتى تَقْدَمُوا إِليهَا ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ ارْتَحِلُوا». فَارْتَحَلْنَا فَأَقْبَلْنَا إلى الْمَدِينَةِ فَوَ الَّذِي نَحْلِفُ بِهِ أَوْ يُحْلَفُ بِهِ -الشَّكُّ مِنْ حَمَّادٍ- مَا وَضَعْنَا رِحَالَنَا حِينَ دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ حتى أَغَارَ عَلَيْنَا بَنُو عَبْدِ اللهِ بْنِ غَطَفَانَ وَمَا يَهِيجُهُمْ قَبْلَ ذَلِكَ شَيْءٌ. رواہ مسلم (۱۳۷۴: ۴۷۵)

مہری کے مولی ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھیں تنگدستی نے آگھیرا، وہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمیں مدینہ میں فقروفاقہ لاحق ہوگیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے اہلِ خانہ کو کسی خوشحال اور سرسبزو شاداب علاقہ میں لے کر چلا جاؤں۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ ایسامت کرو، مدینہ ہی میں ٹھہرے رہو۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر نکلے اور میرا خیال ہے انھوں نہ کہا: یہاں تک کہ ہم عسفان پہنچے اور وہاں آپ نے چند راتیں قیام کیے ہوئے تھے۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ ہمارا قیام یہاں پر بے مقصد ہے، اور ہمارے اہل خانہ وہاں پر غیر محفوظ ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب لوگوں کی یہ بات پہنچی تو فرمانے لگے: یہ کیسی بات ہے جو مجھ تک آپ لوگوں کی بابت پہنچی ہے؟ اس ذات کی قسم جس کی میں قسم کھاتا ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (راوی کا بیان مجھے ٹھیک سے یاد نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مذکور جملوں میں سے کونسا فرمایا) میں میرا ارادہ ہے یا تم لوگ اگر چاہو (مجھے یاد نہیں کہ ان دو میں سے کیا فرمایا) تو میں اپنی اونٹنی پر پالان رکھنے کا حکم دے دوں اور پھر اس کی کوئی گرہ کھولے بغیر مدینہ پہنچوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ابراہیمؑ نے مکہ کی حرمت کا اعلان کرتے ہوئے اس کو حرمت والا قرار دیا، میں مدینہ کو ان دو پہاڑوں کے مابین حرمت والا قرار دیتا ہوں، اس (سرزمین) میں نہ خون بہایا جائے، نہ ہی قتال کے لیے ہتھیار باہر نکالے جائیں اور نہ ہی کوئی اس کے درختوں

کے پتوں کو جھاڑے، ہاں اگر چارہ کی غرض سے ہو تو ٹھیک ہے۔(آپ ﷺ نے دعا کی) اے اللہ ہمارے شہر میں برکت عطا فرما، اے اللہ اس شہر میں برکتیں دگنی کر دے (پھر کہا) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مدینہ کی کوئی گھاٹی یا درہ ایسا نہیں جس پر دو فرشتے ان کی حفاظت کے لیے مامور نہ ہوں۔ تا ایں کہ ہم وہاں پہنچ جائیں۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ ہم لوگ واپس ہوئے اور مدینہ پہنچے، قسم ہے اس ذات کی جس کی ہم قسم کھاتے ہیں یا قسم کھائی جاتی ہے۔ ہم جیسے ہی مدینہ میں داخل ہو کر اپنے سازوسامان رکھنے لگے، بنو غطفان نے ہم پر حملہ کر دیا جب کہ اس سے قبل انہیں کوئی چیز مشتعل نہیں کر رہی تھی۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی ﷺ اور صحابہ کے کی غیر موجودگی میں مدینہ کی حفاظت فرشتے کر رہے تھے۔

- وعن أبي سعيد الخدري أنه سمع رسولَ الله ﷺ يقول: «إِنِّي حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ». رواه مسلم في صحيحه (۱۳۷۴: ۴۷۸).

حضرت ابو سعید الخدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں مدینہ کی ان دو پہاڑیوں کے مابین کی جگہ کو حرمت والی قرار دیتا ہوں جیسے ابراہیم نے مکہ کو حرمت والی جگہ قرار دیا۔

- وعن جابر قال: قال النبي ﷺ: «إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي حَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا».

رواه مسلم (۱۳۶۲: ۴۵۸).

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا قرار دیا۔ اور میں ان دو پہاڑیوں کے مابین مدینہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں، اس میں نہ کوئی پتہ جھاڑا جائے گا اور نہ ہی کوئی شکار کرے گا۔

- وعن نافع بن جبير أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ خَطَبَ النَّاسَ فَذَكَرَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ يَذْكُرِ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا فَنَادَاهُ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ: مَا لِي أَسْمَعُكَ ذَكَرْتَ مَكَّةَ وَأَهْلَهَا وَحُرْمَتَهَا وَلَمْ تَذْكُرِ الْمَدِينَةَ وَأَهْلَهَا

وَحُرْمَتَهَا، وَقَدْ حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا، وَذٰلِكَ عِنْدَنَا فِي أَدِيمٍ خَوْلَانِيٍّ إِنْ شِئْتَ أَقْرَأْتُكَهُ. قَالَ: فَسَكَتَ مَرْوَانُ ثُمَّ قَالَ: قَدْ سَمِعْتُ بَعْضَ ذٰلِكَ. رواہ مسلم (۱۳۶۲: ۴۵۸)

حضرت نافع بن جبیرؒ سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے لوگوں سے خطاب کیا جس میں مکہ اور اہل مکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی حرمت کو بیان کیا، لیکن اس میں (اپنے خطاب میں) مدینہ اور اہل مدینہ کا تذکرہ نہیں کیا۔ حضرت رافع بن خدیجؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: کیا بات ہے کہ آپ نے مکہ اور اہل مکہ کی حرمت کا تذکرہ تو کیا مگر مدینہ اور باشندگانِ مدینہ کی حرمت کا تذکرہ نہیں کیا؟ جب کہ رسول اکرم ﷺ نے دونوں پہاڑیوں کے مابین کے حصہ (مدینہ) کو حرمت والا قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان ہمارے پاس خولانی چمڑے میں محفوظ ہے، اگر آپ چاہیں تو میں اس کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ مروان خاموش ہوگئے، پھر کہنے لگے: ہاں، میں نے بھی اس بابت کچھ سنا ہے۔

- وعن رافع بن خديج رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ: «إِنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا» يريد المدينة. رواہ مسلم (۱۳۶۱: ۴۵۶)

رافع بن خدیجؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کی حرمت کا اعلان کیا اور میں ان دو پہاڑیوں کے مابین کے حصہ یعنی مدینہ کو حرمت والا قرار دیتا ہوں۔

- وعن أبي هريرة رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ: «اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ». قَالَ ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ لَهُ فَيُعْطِيهِ ذٰلِكَ الثَّمَرَ. رواہ مسلم (۱۳۷۳: ۴۷۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگ (موسم) کا پہلا پھل دیکھتے، تو اس کو

نبی ﷺ کے پاس لے آتے، آپ ان پھلوں کو لے کر دعا فرماتے کہ، اے اللہ ہمارے شہر میں برکت عطا فرما۔ اے اللہ، بلاشبہ ابراہیم تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں بلاشبہ تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں، انہوں نے مکہ کے لئے دعا کی تھی، میں تجھ سے مدینہ کے لئے ایسے ہی بلکہ دگنی (برکت) کی دعا مانگتا ہوں، جو انہوں نے مکہ کے لئے دعا فرمائی تھی۔ پھر آپ ﷺ سب سے چھوٹے بچے کو بلاتے اور اس کو وہ پھل دے دیتے۔

ان مساجد میں نماز کی ادائیگی کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے:

حرمین شریفین میں نماز کی ادائیگی سے اس کے اجر و ثواب میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس بابت کئی صحیح احادیث ہمیں کتب احادیث میں ملتی ہیں جن میں چند یہ ہیں:۔

- عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

متفق عليه: رواه البخاري (۱۱۹۰)، ومسلم (۱۳۹۴: ۵۰۵)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز، مسجد الحرام کے سوا تمام مسجدوں میں نماز سے ایک ہزار درجہ بہتر ہے۔

- وعن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما عن النبي ﷺ قال: «صَلاَةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلاَةٍ فِيمَا سِوَاهُ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ».

رواه مسلم (۱۳۹۵: ۵۰۹).

عبداللہ بن عمرؓ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری اس مسجد میں نماز تمام مساجد کے مقابلہ ایک ہزار درجے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے“۔

- وعن ابن عباس رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ امْرَأَةً اشْتَكَتْ شَكْوَى فَقَالَتْ: إِنْ شَفَانِي اللَّهُ لأَخْرُجَنَّ فَلأُصَلِّيَنَّ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ. فَبَرَأَتْ ثُمَّ تَجَهَّزَتْ تُرِيدُ الْخُرُوجَ فَجَاءَتْ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَأَخْبَرَتْهَا ذَلِكَ فَقَالَتِ اجْلِسِي فَكُلِي مَا صَنَعْتِ وَصَلِّي فِي مَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ

ﷺ يَقُولُ «صَلَاةٌ فِيهِ أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا مَسْجِدَ الْكَعْبَةِ». رواه مسلم (١٣٩٦: ٥١٠)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت بیمار ہوگئی۔ اس نے کہا کہ اگر اللہ مجھے شفادے تو میں بیت المقدس میں ضرور نماز اداکروں گی، وہ شفایاب ہوگئی پھر جانے کے ارادے سے تیاری کی، اور ام المومنین میمونہؓ کے پاس سلام عرض کرنے آئی۔ اور اپنے ارادہ سے انہیں باخبر کیا۔ تو میمونہؓ کہنے لگیں: بیٹھ جاؤ۔ اور جوکچھ آپ نے تیار کیاہے (بطور زادراہ) اس کو کھالو۔ رسول اکرم ﷺ کی مسجد میں نماز اداکرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ”اس میں ایک نماز، دوسری مساجد کی نماز سے ایک ہزار درجے افضل ہے سوائے مسجد کعبہ کے۔

امام نوویؒ نے ان احادیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ ان مساجد میں کوئی بھی نماز (فرض ونفل) اداکی جاتی ہے، تو اس کا ثواب دوسری مساجد کے مقابلہ کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ جبکہ احناف شوافع اور حنابلہ کا قول ہے کہ (ثواب میں اضافہ کا معاملہ) صرف فرائض کے ساتھ خاص ہے۔ ان کی دلیل بخاری ومسلم کی وہ روایت ہے، جس میں آپ ﷺ نے کہا: «صلّوا أيها الناسُ في بُيوتِكم؛ فإنّ أفضلَ صلاةِ المرءِ في بيتِه إلا المكتوبةَ». متفق عليه: رواه البخاري (٧٣١)، ومسلم (٧٨١: ٢١٣)

اے لوگو، فرائض کے علاوہ دوسری نمازیں اپنے گھروں میں اداکرو۔ کیونکہ یہ افضل ہے۔

لیکن رحمت الٰہی کا دامن کافی وسیع اور کشادہ ہے، احادیث میں لفظ ”صلاۃ“ (نماز) نکرہ کے ساتھ آیا ہے۔ جو تمام نمازوں پر دلالت کرتا ہے چاہے وہ فرائض ہوں کہ نوافل ہوں، نمازِ جمعہ ہو کہ نمازِ جنازہ، عیدین کی نماز ہو کہ بارش کی، یا پھر کسی اور بھی قسم کی نماز، تمام اس میں شامل ہوجاتے ہیں۔

آپ کا یہ فرمان ”صلاۃ فی مسجدی ھذا“ (یعنی میری اس مسجد میں نماز) مسجد نبوی کے ساتھ خاص ہے۔ جو آپ ﷺ کے دور میں تھی، خلفائے راشدین، عہد عثمانی اور پھر ابھی حکومت سعودیہ کے دور میں جوکچھ توسیعات ہوئیں، یہ سب کو شامل ہے۔ یہی اہل علم کی رائے

ہے۔کیونکہ ان ساری توسیعات کے باوجود بھی یہ مسجد نبوی ہی کہلاتی ہے، جبکہ مسجد الحرام کا معاملہ،اس کے برعکس ہے، اہل علم کی صحیح ترین رائے کے بموجب مکہ کی حرمت سارے حرم مکی کوشامل ہے یعنی اس میں حرم کی تمام مساجد شامل ہیں۔

«وكان رسول الله ﷺ يُصلّيْ في الحَرمِ، وهو مُضْطَرِبٌ في الحِلِّ». رواه الإمام أحمد (۱۸۹۱۰) بإسناد حسن.

مسور بن مخرمہ کی ایک طویل روایت ہے۔جس میں ان کا کہنا ہے کہ ’’آپ ﷺ حل میں خیمہ زن تھے اور مسجد حرم میں نماز ادا کرتے تھے‘‘۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے: {سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ} مسجد حرام سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔اس لئے کہ واقعہ اسراء کے وقت آپ اپنے گھر میں اور دوسری روایت کے مطابق آپ ﷺ ام ہانی کے گھر میں تھے۔

ابن عباسؓ نے مسجد حرام کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ مسجد حرام سے مراد یہاں کی مسجد حرم ہے۔

عطاء بن رباحؒ سے پوچھا گیا کہ مسجد حرام کی فضیلت کا جوذکر ہے وہ صرف مسجد حرام کے ساتھ خاص ہے یا پھر سارے حرم کو یہ فضیلت حاصل ہے ؟ انہوں نے کہا: یہ فضیلت سارے حرم کو حاصل ہے۔کیونکہ سارا حرم مسجد ہے۔

حافظ ابن القیمؒ کہتے ہیں نماز کے ثواب میں اضافہ کا معاملہ صرف مسجد (مطاف) کے ساتھ خاص نہیں بلکہ سارے مکہ کے لئے ہے۔

صرف تین مساجد کے لئے سفر جائز ہے:

- عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُولِ ﷺ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى».

متفق عليه: رواه البخاري (۱۱۸۹)، ومسلم (۱۳۹۷: ۵۱۱)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین مساجد کے علاوہ کسی اور

جگہ کے لئے کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے، وہ تین مساجد) مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصی ہیں۔

- وعن أبي سعيد الخدري رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «لَا تُسَافِرِ الْمَرْأَةُ يَوْمَيْنِ إِلَّا مَعَهَا زَوْجُهَا أَوْ ذُو مَحْرَمٍ، وَلَا صَوْمَ فِي يَوْمَيْنِ الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى، وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاتَيْنِ: بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ، وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ: مَسْجِدِ الْحَرَامِ، وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى، وَمَسْجِدِي». متفق عليه: رواه البخاري (۱۱۹۷)، ومسلم (۸۲۷: ۴۸۸)

حضرت ابو سعید خدریؓ، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کوئی بھی عورت، دو دن کا سفر اپنے شوہر یا محرم کے بغیر نہ کرے، عید الفطر و عید الاضحیٰ کے دن روزہ نہ رکھے، دو وقت نماز ادا نہ کریں فجر کی نماز کے بعد سے طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز کے بعد سے غروب آفتاب تک، اور صرف تین مساجد کے لئے کجاوے باندھے جائیں مسجد حرام، مسجد اقصی اور میری مسجد (مسجد نبوی)۔

- عن أبي هريرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لقيتُ أبا بَصْرة الغفاري فقال: من أين أقبلتَ؟ فقلت (أي أبو هريرة): من الطور، وفي رواية: من مسجد الطور. فقال (أي أبو بَصْرة): أما لو أدركتُك قبل أن تخرج إليه ما خرجتَ إليه، سمعتُ رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: «لا تُعمَلُ الْمَطِيُّ إلا إلى ثلاثةِ مساجدَ: إلى المسجدِ الحرامِ، وإلى مسجدِي، وإلى مسجدِ إيلياء أو بيت المقدس». رواه مالك في الموطأ (۲۴۳)، والإمام أحمد (۲۳۸۴۸) والنسائي (۱۴۳۰) بإسناد صحيح.

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابو بصرہ الغفاریؓ سے ملاقات کی، انہوں مجھ سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو میں نے کہا طور سے ایک اور روایت میں ہے مسجد طور سے، ابو بصرہؓ نے مجھ (ابو ہریرہؓ) سے کہا، اگر جانے سے پہلے میری آپ سے ملاقات ہو جاتی، تو آپ وہاں نہیں جاتے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو میں نے فرماتے سنا کہ سفر صرف تین جگہ کا جائز ہے مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد ایلیا یعنی بیت المقدس۔

ابوہریرہؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں انہوں نے مسجد طور کا سفر کیوں کیا؟ اس کا جواب یوں ہوسکتا ہے:

۱۔ ممکن ہے کہ انہوں نے ان روایات کو صرف فضیلت پر محمول کیا ہو، یعنی ان مساجد کا سفر فضیلت کا باعث ہے جبکہ دوسری مساجد کا قصد فضیلت کا باعث نہیں، ہاں اگر کوئی دوسری مساجد کا قصد کرے تو وہ حرام نہیں ہے۔

۲۔ ان کا مقصد صرف مسجد طور کو دیکھنا تھا، اس مسجد میں نماز ادا کرنا نہیں۔

۳۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ ابوہریرہؓ تک یہ روایت نہ پہنچی ہو اور جب ان کی ابوبصرہؓ سے ملاقات ہوئی تو انہیں اس حدیث کا پتہ چلا اور انہوں نے واسطوں کو حذف کرتے ہوئے روایت بیان کی۔ یہ طریقہ کار سلف میں معروف تھا اور یہ مستحسن بھی ہے واللہ اعلم۔

دجال کے فتنہ سے حفاظت:

حرمین شریفین کی اہم خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ، ان دونوں مقدس مقامات میں دجال داخل نہیں ہوگا۔ کتب احادیث میں متواتر روایات سعد بن ابی وقاص، حذیفہ بن یمان، ابوہریرہ، اسماء بنت یزید، جابر بن عبداللہ، ابوبکرہ، ام المؤمنین عائشہ، انس بن مالک، ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ سے مروی ہیں کہ قرب قیامت کے وقت دجال کا ظہور ہوگا اس کی دائیں آنکھ کسی چھلکتے ہوئے پھل کی مانند ہوگی۔ اس باب میں کافی تفصیلی روایت امام مسلم (۱۱۵: ۲۹۳۷) کی ہے جس کو نواس بن سمعانؓ نے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ:

- ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا فَقَالَ « مَا شَأْنُكُمْ ». قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ. فَقَالَ «غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللَّهُ خَلِيفَتِي

عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِئَةٌ كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالاً يَا عِبَادَ اللَّهِ فَاثْبُتُوا». قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الأَرْضِ قَالَ «أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ». قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِى كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلاَةُ يَوْمٍ قَالَ « لاَ اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ ». قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الأَرْضِ قَالَ «كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالأَرْضَ فَتُنْبِتُ فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًى وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَىْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِى كُنُوزَكِ. فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلاً مُمْتَلِئًا شَبَابًا فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جِزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِىَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ فَلاَ يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلاَّ مَاتَ وَنَفَسُهُ يَنْتَهِى حَيْثُ يَنْتَهِى طَرْفُهُ فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِى الْجَنَّةِ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى إِنِّى قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِى لاَ يَدَانِ لأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ فَحَرِّزْ عِبَادِى إِلَى الطُّورِ. وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ. وَيُحْصَرُ نَبِىُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ

الثَّوْرِ لأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الأَرْضِ فَلاَ يَجِدُونَ فِي الأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللَّهِ فَيُرْسِلُ اللَّهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لاَ يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلاَ وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلأَرْضِ أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ. فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ».

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے دجال کا تذکرہ فرمایا۔ اس دوران آپ کی آواز کبھی دھیمی ہوتی تو کبھی اونچی، ہمیں ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ کسی کھجور کے باغ میں ہو۔ پھر جب ہم آپ ﷺ کے پاس آئے، تو آپ ﷺ نے ہم سے پوچھا تم لوگوں کو کیا ہوا؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے صبح دجال کا تذکرہ کیا اور اس دوران آپ کی آواز کا اتار چڑھاؤ ایسا تھا کہ ہمیں لگا کہ وہ یہیں کہیں کھجور کے باغ میں ہو۔ آپ ﷺ کہنے لگے مجھے آپ لوگوں کیلئے دجال کے علاوہ دوسری چیزوں کا خوف ہے، اگر اس کا خروج میری زندگی میں ہوگا تو میں اس کے خلاف حجت ہوں اور اگر میرے انتقال کے بعد اس کا ظہور و خروج ہوگا، تو ہر شخص اس کے خلاف حجت قائم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ ہوگا۔ وہ گھنے بالوں والا ایک جوان ہے۔ جس کی ایک آنکھ میں بینائی نہیں ہے، وہ عبد العزی بن قطن جیسا نظر آئے گا۔ تم میں سے جس کسی کا، اس سے سامنا ہو جائے وہ سورۃ الکہف کی ابتدائی آیات

پڑھے، وہ عراق اور شام کے مابین سے آئے گا اور اپنے دائیں و بائیں تباہی مچائے گا۔ اے اللہ کے بندو! تم ثابت قدم رہو۔ ہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! زمین پر وہ کتنے دن رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا قیام روئے زمین پر چالیس دن ہو گا، جس میں کا ایک دن ایک سال کے برابر، اور ایک دن ایک ماہ کے برابر، اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور بقیہ سارے دن تمہارے دنوں کے برابر (معمول کے مطابق) ہوں گے۔ ہم نے سوال کیا اے اللہ کے رسول ﷺ جو ایک دن ایک سال کے برابر ہو گا کیا اس میں صرف ایک دن کی نمازیں ہمارے لئے کافی ہوں گا؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: نہیں بلکہ اس کا حساب اندازہ آپ لوگوں کو کرنا ہو گا۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! زمین پر اس کی رفتار کیا ہوگی؟ آپ نے کہا: اس بادل کی طرح جس کو ہوائیں ہانکتی ہوں۔ وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا، وہ اس پر ایمان لائیں گے اور اس کا کہا مان لیں گے، وہ آسمان کو حکم دے گا تو مینہ برس پڑے گی، زمین کو حکم کرے گا تو فصلیں اُگ جائیں گی، شام کو جب ان کے جانور چراگاہوں سے واپس آئیں گے تو ان کے کوہان بلند، تھن لبالب اور کوکھیں پھیلی ہوئی ہوں گی۔ پھر وہ دوسری قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا تو وہ ٹھکرا دیں گے۔ وہ وہاں سے نکل جائے گا پھر وہ لوگ قحط سالی کا شکار ہو جائیں گے اور ان کے پاس کچھ نہیں ہو گا، پھر اس کا گذر بنجر زمین پر سے ہو گا۔ وہ کہے گا: تو اپنے خزانے اُنڈیل دے، خزانے باہر آکر اس کے پیچھے ایسے لگ جائیں گے جیسے شہد کی مکھیوں کی رانیاں، پھر وہ ایک نوجوان کو بلائے گا اور اپنی تلوار سے ایسا وار کرے گا کہ اس کے دو ٹکڑے ہو جائیں گے جیسے کوئی شی دو حصوں میں بٹ جاتی ہے۔ پھر وہ اس کو پکارے گا تو وہ ہنستے ہوئے آئے گا۔ یہی وقت ہو گا جب اللہ تعالیٰ مسیح بن مریم علیہ السلام کو بھیج دے گا، آپ مشرقی دمشق میں ایک سفید مینار پر دو کیسری کپڑوں میں ملبوس فرشتوں کے پروں (کندھوں) پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، جب آپ اپنا سر جھکائیں گے تو قطرے ٹپکتے ہوں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو پانی کی بوندیں چمکتے ہیروں کی طرح گریں گی۔ کوئی بھی

کافر اگر آپ کی خوشبو سونگھ لے تو وہ مرجائے گا اور آپ کی سانس کی خوشبو وہاں تک پہنچے گی، جہاں تک آپ کی نظر جائے گی، آپ اس (دجال) کو تلاش کریں گے، وہ باب لُد پر مل جائے گا اور آپ کے ہاتھوں قتل ہوجائے گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جنہیں اللہ نے (دجال کے فتنہ سے) محفوظ رکھا۔ ان کے چہروں پر ہاتھ پھیریں گے اور انہیں جنت میں درجات کی خوشخبری دیں گے۔ اسی دوران اللہ وحی کرے گا کہ میں اپنے ایسے بندوں کو باہر نکال دیا ہے جن کا کوئی سامنا کر نہیں پائے گا۔ تم میرے بندوں کو جمع کر کے طور پر لے جاؤ پھر یاجوج ماجوج کو اللہ بھیجے گا، وہ ہر اونچی بلند و بالا جگہ سے اڈتے ہوئے آئیں گے، ان کی تعداد اس قدر ہوگی کہ ان کے آگے کے لوگ بحیرہ طبریۃ سے گذرتے ہوئے پانی پئیں گے، پھر ان کے پچھلے لوگوں کا گذر جب اس پر سے ہوگا، تو وہ کہیں گے کہ کبھی اس میں پانی ہوا کرتا تھا، عیسیٰ اللہ کے نبی اور ان کے ساتھی محصور ہو کر رہ جائیں گے۔ ایک بیل کا سر ان کے لئے اتنا قیمتی ہوجائے گا جتنی قیمت آج تمھارے پاس سو دینار کی ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا مانگیں گے، تو اللہ ان (یاجوج ماجوج) کی گردنوں میں کیڑے ڈال دے گا۔ جس سے وہ یکبارگی ایسے ڈھیر ہوجائیں گے، جیسے کوئی ایک شخص مرا ہو۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان ساتھی نیچے اتر آئیں گے اور دیکھیں گے کہ زمین پر ایک بالشت جگہ بھی ان کی بدبو اور گندگی سے خالی نہیں ہے۔ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا مانگیں گے، تو اللہ تعالی ایسے پرندے بھیجے گا جو بختی اونٹوں کی لمبی گردنوں کی طرح ہوں گے، وہ انہیں اٹھائیں گے اور اللہ جہاں چاہے وہاں انہیں پھینک دیں گے۔ پھر اللہ بارش بھیجے گا جو ہر کچے پکے مکان پر برسے گی، اور زمین جل تھل ہو کر شیشے کی طرح صاف ہوجائے گی، پھر زمین کو حکم ہوگا کہ غلہ اگائے چنانچہ برکت لوٹادی جائے گی (جس کا اثر یہ ہوگا کہ) اس دن ایک انار کو پوری جماعت کھائے گی۔ اور اس کے چھلکے سے وہ لوگ سایہ حاصل کرے گی۔ اونٹنی کے ایک دفعہ کا دودھ، لوگوں کی بہت بڑی جماعت کو، گائے کے ایک دفعہ کا دودھ ایک قبیلہ کو، اور

بکری کے ایک دفعہ کا دودھ ایک قبیلہ کی شاخ کے لئے کافی ہوجائے گا۔ وہ اسی حالت میں رہیں گے کہ اللہ تعالی ایک بہترین ہوا بھیجے گا، جو لوگوں کی بغلوں کے نچلے حصے کو چھوئے گی، جس سے ہر مومن و مسلمان کی روح قبض کرلی جائے گی۔ اور زمین پر بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے (جو برسرِعام) گدھوں کی طرح اختلاط کریں گے۔ اور انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

صحیح احادیث میں وارد ہے کہ دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوپائے گا۔

- عن أنس بن مالك رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ عن النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ لَيْسَ لَهُ مِنْ نِقَابِهَا نَقْبٌ إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ يَحْرُسُونَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ بِأَهْلِهَا ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ فَيُخْرِجُ اللهُ كُلَّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ». متفق عليه: رواه البخاري (۱۸۸۱)، ومسلم (۲۹۴۳: ۱۲۳)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: دجال روئے زمین کے ہر شہر پہنچے گا۔ سوائے مکہ اور مدینہ کے۔ یہاں پر فرشتے صف بستہ اس کی حفاظت کریں گے۔ پھر ارض مدینہ تین جھٹکے دے گی جس سے اللہ تعالیٰ ہر ایک کافر اور منافق نکال باہر کرے گا۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ دجال اس روئے زمین کے سارے شہروں سے گذرے گا اور اگر منشائے الٰہی ہو تو یہ ناممکن نہیں ہے۔

بعض اہل علم اس کی تاویل یوں کرتے ہیں یہاں پر دجال سے مراد اس کا لشکر ہے، جس کا گذر سارے شہروں سے ہوگا۔ کیونکہ وقت کم رہے گا، لیکن نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا ایک دن، ایک سال کے برابر ہوگا۔

مدینہ کی سرزمین تین جھٹکے دے گی۔ یعنی یہ زلزلے ہوں گے جو یکے بعد دیگرے ہوں گے جس سے منافق و کافر باہر نکل جائیں گے۔ صرف خالص مومن اس شہر میں رہ جائیں گے، جن پر دجال کا کچھ بھی اثر نہیں ہوگا۔

- وعن فاطمة بنت قيس رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهَا قالت: نكحتُ ابن المغيرة... فذكرتْ قصة نكاحِها، ووفاةَ زوجها، ثم ذكرتْ خطبة النبي صَلَّى ٱللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن قصة الجسّاسة

والدجّال وفيها قول الدجال: «وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي إِنِّي أَنَا الْمَسِيحُ وَإِنِّي أُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَأَخْرُجَ فَأَسِيرَ فِي الأَرْضِ فَلاَ أَدَعَ قَرْيَةً إِلَّا هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ وَاحِدَةً أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِي عَنْهَا وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلاَئِكَةً يَحْرُسُونَهَا». رواہ مسلم (۲۹۴۲: ۱۱۹).

فاطمہ بنت قیسؓ کہتی ہیں کہ میں نے ابن المغیرہ سے نکاح کیا۔۔۔ انھوں نے اپنے نکاح اور اپنے شوہر کی وفات کا قصہ سنایا۔ پھر جساسہ اور دجال کی بابت نبی اکرم ﷺ کے خطبے کا تذکرہ کرتے ہوئے اس میں دجال کا ایک قول نقل کیا، وہ کہتا ہے ”میں تمہیں اپنا تعارف کراتا ہوں میں مسیح ہوں۔ اور مجھے خروج کا حکم ہوگا۔ چنانچہ میں نکلوں گا اور چالیس دنوں میں، اس روئے زمین کا کوئی شہر اور قریہ نہیں ہوگا، الا یہ کہ میں اس کو پامال کردوں گا۔ سوائے مکہ اور مدینہ کے، کیونکہ ان دونوں کو مجھ پر حرام کردیا گیا ہے۔ میں جب بھی وہاں داخل ہونے کی کوشش کروں گا، اپنے سامنے ایک فرشتہ کھڑا پاؤں گا، جس کے ہاتھ میں تیز تلوار ہوگی اور وہ مجھے داخل ہونے سے روک دے گا۔ وہاں کے ہر نکڑ پر فرشتے پہرہ دے رہے ہوں گے“۔

مکہ مکرمہ کی فضیلتیں

مسلمانوں کے دلوں میں مکہ مکرمہ کی کافی اہمیت اور مقام ہے۔ اس مقام کی رفعت ہے۔ وہ اس روئے زمین کا افضل ترین مقام ہے۔ اس کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ آنے والی سطروں سے لگایا جاسکتا ہے۔

۱- متعدّد نام

کثرت اسماء، موسوم کی عظمت پر دال ہے، جیسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام ہیں۔ کسی بھی شہر کے اتنے نام نہیں ہونگے جس قدر مکہ اور مدینہ کے ہیں۔ ہر نام کی فضیلت واہمیت اپنی جگہ ہے۔

قرآن مجید میں مکہ کے نام:

- «بَكّة» کما قال اللہ تعالی: اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۚ﴿۹۶﴾ [آل عمران:۹۶]

بکہ کا مطلب کوٹنا ہوتا ہے۔ مکہ کو بکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ جابروں کی گردنوں کو کچل کر رکھ دیتا ہے، جب وہ اس میں سرکشی کی کوشش کرتے ہیں۔

- «مكة» جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾ [الفتح: ۲۴]

- «أُمّ القری» اللہ نے کہا: وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ [الانعام: ۹۲]

سارے مفسرین یہاں پر ام القریٰ سے مراد مکہ لیتے ہیں۔ کیونکہ سارے شہروں میں یہ بلند مرتبہ والا ہے۔ اللہ کے پاس محبوب ہے، اس لئے اس کو ام القریٰ کہا گیا۔

- «البلد» فرمان الٰہی ہے: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ [البلد: ۱،۲]

سارے علماء کا اتفاق ہے کہ یہاں پر بلد سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

- «البلدة» قرآن نے کہا: اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ [النمل: ۹۱]

یہ شہر جس کو اللہ نے حرمت والا قرار دیا مکہ مکرمہ ہے ابتدائے آفرینش سے اللہ نے اس شہر میں خون بہانے اور شکار کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

- «البلد الأمین» جیسا کہ سورۃ التین کی ابتدائی آیات میں مذکور ہے: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝ [التین: ۱۔۳]

اللہ نے مکہ کو 'بلد امین' کہا، کیونکہ جو بھی اس شہر میں داخل ہوتا ہے وہ مامون ہوجاتا ہے۔ اور یہ امتیاز اس کے علاوہ روئے زمین کے کسی بھی علاقہ کو حاصل نہیں۔ یہ آیات کریمہ ہمیں تین اولو العزم پیغمبروں کی یاد دلاتی ہیں: {وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ} ان دونوں کی کاشت بیت المقدس کے قریب ہوتی ہے۔ اور اس علاقہ میں حضرت عیسی علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ {وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ} طور سیناء پہاڑ کی جانب موسی بن عمران علیہ السلام کی بعثت ہوئی تھی۔ {الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ} یعنی مکہ مکرمہ جہاں پر افضل الانبیاء والرسل محمد ﷺ بن عبداللہ بھیجے گئے تھے۔

- «المسجد الحرام» اسراء و معراج کے واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ [الاسراء: ۱]

- «المعاد» اللہ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ۭ [القصص: ۸۵]

بخاری کی روایت ہے ابن عباس راوی ہیں کہتے ہیں {لَرَاۗدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ} سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

۲-اللہ نے مکہ کو امن وامان کا گہوارہ بناتے ہوئے اس کی حرمت کو خونِ مسلم کی حرمت کے برابر قرار دیا:

اللہ نے مکہ کو امن و امان کا گہوارہ بتاتے ہوئے، اس کی حرمت کو مسلمان کے خون کی حرمت کے برابر قرار دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے خون، مال اور عزت کی حرمت کو مکہ کی حرمت سے تشبیہ دی ہے چند احادیث پیش خدمت ہیں:

- عن أَبِي بَكْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِي ﷺ أَنَّهُ قَالَ «إِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضَ، السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلاَثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبٌ شَهْرُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَي وَشَعْبَانَ ثُمَّ قَالَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا». قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَسَكَتَ حتى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. قَالَ «أليس ذَا الْحِجَّةِ». قُلْنَا بَلَى. قَالَ «فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا». قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَسَكَتَ حتى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. قَالَ «أليس الْبَلْدَةَ». قُلْنَا بَلَى. قَالَ «فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا». قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَسَكَتَ حتى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ. قَالَ «أليس يَوْمَ النَّحْرِ». قُلْنَا بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ. قَالَ «فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ - قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ - وَأَعْرَاضَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ فَلاَ تَرْجِعُنَّ بَعْدِي كُفَّارًا أَوْ ضُلاَّلاً يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلاَ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ يَكُونُ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ». ثُمَّ قَالَ «أَلاَ هَلْ بَلَّغْتُ». متفق عليه: رواه البخاري (۵۵۵۰)، ومسلم (۱۶۷۹: ۲۹)

حضرت ابوبکرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زمانہ گھوم پھر کر، اپنی اس اصل ہیئت میں واپس آ گیا جیسے وہ تخلیق ارض و سماوات کے وقت تھا۔ ایک سال کے بارہ مہینے ہیں، جس میں سے چار حرمت والے ہیں: تین مہینے ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم یکے بعد دیگرے آتے ہیں اور مضر کا رجب جو جمادی الآخر اور رجب کے مابین آتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا:

یہ کون سا مہینہ ہے؟ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں (راوی حدیث کہتے ہیں) آپ ﷺ خاموش ہو گئے، ہمیں لگا کہ آپ اس مہینہ کا نیا نام رکھیں گے۔ پھر کہنے لگے کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ہم نے کہا: بے شک اے اللہ کے رسول، پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ خاموش ہو گئے، ہم نے سمجھا کہ آپ ﷺ اس کا کوئی نیا نام رکھیں گے۔ پھر فرمانے لگے کیا کہ ''بلدہ'' (مکہ مکرمہ) نہیں؟ہم نے عرض کیا: بے شک اے اللہ کے رسول، پھر آپ ﷺ نے پوچھا آج کونسا دن ہے؟ ہم کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ خاموش ہو گئے، ہمیں لگا کہ آج کے دن کا نیا نام تجویز کریں گے۔ پھر فرمانے لگے کیا آج ''یوم النحر'' نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں اللہ کے رسول۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تمھارا خون (جان)، تمھارا مال (راوی محمدؒ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ابوبکرہؓ نے یہ بھی کہا)، تمھاری عزت، ایک دوسرے پر ویسے ہی حرام ہے، جیسے آج کے دن کی حرمت، اس شہر اور اس مہینے میں ہے۔ عنقریب تم اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ وہ تمھارے اعمال کی بابت تم سے پوچھے گا۔ یاد رکھو! میرے بعد تم گمراہ یا کافر نہ ہو جانا، کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو، آگاہ رہو! جو یہاں موجود ہیں وہ (میرے پیغام کو) ان تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ ایسا ممکن ہے کہ جس تک بات پہنچ رہی ہو وہ سامع سے زیادہ اس بات کو محفوظ کرنے والا ہو۔ آگاہ رہو! کیا میں نے تم تک بات پہنچا دی؟

آپ ﷺ نے فرمایا 'کہ زمانہ گھوم پھر کر اپنی اصل حالت میں آگیا، جیسے وہ تخلیق ارض وسماوات کے وقت تھا' اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے جو حج ادا کیا، وہ ٹھیک ٹھیک ذی الحجہ کے مہینہ میں ادا کیا۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ نسی کے ذریعہ مہینوں کو آگے پیچھے کر دیتے تھے، وہ اپنی سہولت کے حساب سے حلال و حرام مہینوں کو آگے پیچھے کر کے رکھ دیتے تھے جس کی وجہ سے ماہ وسال کا یہ نظام درہم برہم ہو چکا تھا۔ نبی اکرم ﷺ اس وقت حج ادا فرمایا تھا جب مہینوں کی ترتیب درست ہو چکی تھی، بالکل ویسے ہی جیسے وہ

آسمان و زمین کی تخلیق کے وقت تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حج اصل زمان کے اعتبار سے ذوالقعدہ میں ہوا تھا لیکن وہ صحیح تھا کیونکہ معتاد بہ طریقہ پر تھا۔

- وعن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم بمنى: أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَقَالَ فَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُونَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ أَفَتَدْرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا قَالُوا اللهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا.

رواه البخاري (۱۷۴۲)

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں فرمایا: ”کیا تم لوگ جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگ کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بڑا ہی محترم دن ہے۔ پھر پوچھا: کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حرمت والا شہر ہے۔ پھر پوچھا: کیا آپ لوگوں کو پتہ ہے یہ کون سا مہینہ ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ نے تم پر تمھارے خون، تمھارے مال اور تمھاری عزتوں کو ایسے ہی محترم اور حرمت والا بنایا ہے جیسے آج کا دن، اس مہینہ اور اس شہر میں محترم ہے۔

- وعن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب الناس يوم النحر فقال: يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا قَالُوا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هَذَا قَالُوا بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ فَأَيُّ شَهْرٍ هَذَا قَالُوا شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فَأَعَادَهَا مِرَارًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ إِلَى أُمَّتِهِ فَلْيُبْلِغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. رواه البخاري (۱۷۳۹)

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے یوم النحر قربانی کے دن خطبہ دیتے ہوئے پوچھا: اے لوگو! آج کا دن کون سا ہے؟ حاضرین نے کہا آج حرمت کا دن ہے۔ پھر پوچھا یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ حرمت والا شہر ہے۔ پھر دریافت فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ جواب ملا، یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ آپ ﷺ فرمانے لگے تمھارا خون، تمھارا مال اور تمھاری عزت تم پر بالکل ویسے ہی محترم ہے، جیسے آج کا دن اس شہر اور مہینے میں ہے۔ آپ ﷺ (یہ جملے) بار بار دہرا رہے تھے۔ پھر اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا: اے اللہ میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا ہے، اے اللہ میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا ہے۔

- وعن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما في حديثه الطويل في حجة الوداع أن النبي ﷺ قال: «إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا... ثم ذكر بقية الحديث». رواه مسلم (۱۲۱۸: ۱۴۷)

جابر بن عبد اللہؓ حجۃ الوداع کی طویل روایت میں کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تمھارا خون، تمھارا مال، بالکل اسی طرح حرمت والے ہیں جیسے تمھارا آج کا یہ دن، تمھارا یہ مہینہ اور تمھارا یہ شہر محترم ہے۔ پھر آپؐ نے بقیہ روایت بیان کی۔

- وعن جبير بن مطعم رضي الله عنه أَنَّهُ شَهِدَ خُطْبَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَدْرِي لَعَلِّي لَا أَلْقَاكُمْ بَعْدَ يَوْمِي هَذَا بِمَكَانِي هَذَا فَرَحِمَ اللهُ مَنْ سَمِعَ مَقَالَتِي الْيَوْمَ فَوَعَاهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ، وَلاَ فِقْهَ لَهُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ أَمْوَالَكُمْ وَدِمَاءَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ هَذَا الْيَوْمِ فِي هَذَا الشَّهْرِ فِي هَذَا الْبَلَدِ وَاعْلَمُوا أَنَّ الْقُلُوبَ لَا تَغِلُّ عَلَى ثَلَاثٍ إِخْلَاصِ الْعَمَلِ لِلَّهِ وَمُنَاصَحَةِ أُولِي الأَمْرِ وَعَلَى لُزُومِ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيطُ مِنْ وَرَائِهِمْ.

رواه الدارمي (۲۳۳) بإسناد حسن.

جبیر بن مطعمؓ جو عرفہ کے دن حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے خطبہ میں شریک

تھے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میں آپ لوگوں سے اس مقام پر آج کے بعد ملاقات کر پاؤں گا۔ پس اللہ رحم فرمائے اس بندہ پر جو آج میری بات کو سنے اور اسے یاد رکھے، بہت سارے لوگ ہیں جو بات کو یاد رکھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں، اور ان بہت سے تک بات پہنچا دیتے ہیں جو ان سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں۔
جان لو تمھارا مال، تمھارا خون تم پر اسی طرح حرام ہے، جیسے آج کا دن اس شہر اور مہینہ میں ہے۔ یاد رکھو تین (لوگوں کا) دل کینہ سے پاک ہوتا ہے: جو اپنے اعمال خالص اللہ کے لئے کرتا ہے، جو امراء کا خیر خواہ ہے اور جو مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑتا ہے۔

- وعن عبدالله بن الزبير رضي الله عنهما: أن رسول الله ﷺ قال في حجة الوداع: «أَيُّ بَلَدٍ أَحْرَمُ؟» قِيلَ: مَكَّةَ. قَالَ: «فَأَيُّ شَهْرٍ أَحْرَمَ؟» قِيلَ: ذُو الْحِجَّةِ. قَالَ: «فَأَيُّ يَوْمٍ أَحْرَمَ؟» قَالَ: يَوْمُ النَّحْرِ يَوْمُ الْحَجِّ الأَكْبَرِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنّ دِمَاؤُكُمْ، وَأَمْوَالُكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ إِلَى أَنْ تَلْقُوا رَبَّكُمْ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا». رواه أبو يعلى كما في المطالب العالية (١١٣٣)، والطبراني في المعجم الأوسط (٨٢) بإسناد حسن.

عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: یہ کون سا شہر زیادہ حرمت والا ہے؟ کہا گیا: مکہ، پھر دریافت فرمایا: کون سا مہینہ زیادہ حرمت والا ہے؟ عرض کیا گیا: ذی الحجہ، آپ ﷺ نے سوال کیا: ان میں سے محترم دن کون سا ہے؟ کہا گیا: قربانی کا دن اور حج کا دن، آپ نے فرمایا: تمھارے خون، تمھارے مال، تمھاری رب سے ملاقات تک، تم پر اسی طرح حرام ہیں جیسے آج کا دن، اس مہینہ اور شہر میں ہے۔
اس مفہوم اور معنی میں بہت ساری روایات مروی ہیں۔ ان ساری روایات کا مقصود جان و مال اور عزت کی شدت حرمت بتلانا ہے اور اس کو پامال کرنے سے روکنا ہے۔
بعض آثار میں مروی ہے کہ یہاں دنیا اور اس میں موجود ساری چیزوں کی تباہی، ایک مسلمان کے قتل سے ہلکی ہے۔ اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کی جان، دنیا و مافیہا سے کافی قیمتی ہے۔

- عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: «لا يزالُ المؤمنُ في فسحةٍ

من دِيْنِه مالم يُصِبْ دمًا حرامًا». رواه البخاري (٦٨٦٢)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ایک مومن اس وقت تک اپنے دین کو لے کر کشادہ (پر امید) مغفرت کو لے کر رہتا ہے، جب تک کہ وہ ناحق خون کسی کا نہ بہائے (جب اس سے ناحق خون ہوجاتا ہے تو پھر مغفرت کا دروازہ تنگ ہوجاتا ہے"۔

- وعن أبي الدرداء رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَغْفِرَهُ، إِلَّا مَنْ مَاتَ مُشْرِكًا، أَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا». وفي لفظ: «مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ، لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا، وَلَا عَدْلًا». وفي لفظ: «لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ مُعْنِقًا صَالِحًا، مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا، فَإِذَا أَصَابَ دَمًا حَرَامًا بَلَّحَ». رواه أبو داود (٤٢٧٢) وإسناده حسن.

حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر گناہ بخش دے سوائے اس کے جس کی موت حالتِ شرک میں ہوئی ہو اور جو قصدًا ایک مومن کا قتل کرے۔ ایک اور حدیث میں ہے، جو کسی مومن کا قتل کرے اور اس کے قتل سے خوش بھی ہو تو اللہ اس کا کوئی بھی عمل قبول نہیں کرتا، چاہے وہ فرض ہو کہ نفل۔ دوسرے الفاظ میں، ایک مومن اس وقت تک صالح رہتا ہے جب تک وہ کسی کا ناحق خون نہ بہائے۔ اور جب وہ ناحق خون بہاتا ہے تو پھر وہ عاجز ہوجاتا ہے۔

۳-مکہ کے امتیازات اور خصوصیات

اس روئے زمین پر مکہ کو ایسے خاص امتیازات اور خصوصیات حاصل ہیں، جو کسی اور شہر یا علاقہ کو حاصل نہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

اللہ نے اس میں ایک بابرکت گھر بنا رکھا ہے

اللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝٩٦﴾ [آل عمران: ۹۶] اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے جو تمام دنیا کے لئے برکت و ہدایت والا ہے۔ پہلے گھر کی تعمیر عبادت کے لئے ہوئی

تھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے سب سے پہلے اس روئے زمین پر انسان کا وجود مکہ میں ہوا۔ اس نے ایک اللہ کی عبادت کے لئے ایک گھر کی تعمیر فرمائی۔ یہ انسان حضرت آدم علیہ السلام ہیں، جنہیں اللہ نے مٹی سے پیدا کیا اور جنت میں رکھا۔ { وَ قُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا ۪ وَ لَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۳۵ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۪ وَ قُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ ۝۳۶ فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝۳۷ } [البقرۃ: ۳۵۔۳۷] اور ہم نے کہدیا، اے آدم! تم اور تمھاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں کہیں سے چاہو بافراغت کھاؤ پیو لیکن اس درخت کے قریب بھی نہ جانا ورنہ ظالم ہو جاؤ گے (۳۵) لیکن شیطان نے ان کو بہکا کر وہاں سے نکلوا ہی دیا اور ہم نے کہہ دیا کہ اتر جاؤ! تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور ایک وقت مقرر تک تمھارے لئے زمین میں ٹھہرنا اور فائدہ اٹھانا ہے (۳۶) (حضرت) آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھ لیں اور اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی بے شک وہی توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام جنت سے زمین کے کس علاقہ پر اتارے گئے، اس بارے میں بہت ساری روایات ہیں بعض روایات میں ہے کہ آپ مکہ میں اترے تھے اور انھوں نے ہی کعبہ تعمیر کیا تھا۔

- عن أبي ذرٍّ رضي الله عنه قال: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الأَرْضِ أَوَّلَ؟ قَالَ: «المَسْجِدُ الحَرَامُ» قَالَ: قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ «المَسْجِدُ الأَقْصَى» قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: «أَرْبَعُونَ سَنَةً».

متفق عليه: رواه البخاري (۳۳۶۱)، ومسلم (۵۲۰)

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت فرمایا اس روئے زمین پر سب سے پہلے کون سی مسجد تعمیر ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد الحرام، پھر میں نے سوال کیا، اس کے بعد کونسی؟ آپ ﷺ نے فرمایا مسجد الاقصی، میں نے پوچھا ان دونوں کے مابین کتنا وقفہ رہا؟ آپ نے جواب دیا: چالیس سال۔

بعض اہل علم سمجھتے ہیں کعبہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے، اور مسجد اقصی کی سلیمان علیہ السلام نے فرمائی، تو پھر یہ حدیث ان کے لئے مشکلات کھڑی کرتی ہے۔ کیونکہ ان دونوں نبیوں میں ایک ہزار سال کا وقفہ ہے۔ جبکہ اس روایت میں صرف ۴۰ سال کا وقفہ بتایا گیا ہے۔ اگر یوں کہا جائے تو مناسب ہوگا کہ آدم علیہ السلام نے مسجد حرام کی تعمیر فرمائی اور پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آدم کی بنائی گئی بنیادوں پر عمارت کھڑی کی جیسا کہ فرمان ہے: { وَ اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَ اِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ } [البقرة ۱۲۷] ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کعبہ کی بنیادیں اور دیواریں اوپر اٹھاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہم سے قبول فرما تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حضرت ابراہیم کی نسل جب دنیا میں پھیلنے لگی تو فلسطین میں عبادت کے لئے ایک اور گھر کی تعمیر ہوئی جس کو مسجد اقصی کا نام دیا گیا۔ کعبہ اور مسجد اقصی کی تعمیر میں چالیس سال کا وقفہ رہا۔ جیسا کہ صحیحین میں وارد ہے۔ امتدادِ زمانہ کے ساتھ مسجد کے یہ اثرات مٹ گئے اور اس زمین پر اس دور کے بادشاہوں اور رعیت کا قبضہ ہو گیا۔ مسجد کی تجدید کے لئے داؤد علیہ السلام نے اس کو خریدا اور آپ کے بیٹے سلیمان علیہ السلام نے اس کی تعمیر مکمل کی۔ پھر یہ مسجد بالکل اسی طرح سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی طرف منسوب کر دی گئی، جس طرح بیت اللہ کی نسبت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہو گئی۔

مسجد اقصیٰ کا نام قرآن کریم میں سورۃ الاسراء میں وارد ہے: { سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ } [الاية: ۱] پاک ہے، وہ اللہ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گیا، جس کے آس پاس ہم نے برکت دے رکھی ہے اسلئے کہ ہم اسے اپنے قدرت کے بعض نمونے دکھائیں۔ یقیناً اللہ تعالی ہی خوب سننے دیکھنے والا ہے۔

اس میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ اللہ تعالی نبی آخر الزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک مسجد بنائے گا جس کی مسافت مسجد اقصی سے کم ہوگی۔

بیت اللہ کی چند ایسی خصوصیات ہیں جو روئے زمین پر کہیں نہیں پائی جاتیں۔

طواف:

اللہ نے بیت اللہ کے ساتھ طواف کو خاص کر دیا ہے اور یہ حج کا ایک اہم رکن ہے اللہ نے کہا: { وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ } [الآیۃ الحج: ۲۶] اور جبکہ ہم نے ابراہیم کو کعبہ کے مکان کی جگہ مقرر کردی، اس شرط پر کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو طواف، قیام، رکوع، سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھنا۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے قریش کے ان لوگوں کی زجر و توبیخ کی ہے، جو روئے زمین پر توحید کے اساسی و بنیادی مقام پر غیر اللہ کی عبادت کرتے ہوئے شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ یہاں پر بیت اللہ تعمیر کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

{ طَهِّرْ بَيْتِيَ } گھر کو پاک کرنے کا مطلب شرک، گناہوں اور برائیوں سے بیت اللہ کو پاک وصاف کرنا ہے، اور خاص طور پر ان لوگوں کے لئے اہتمام کرنا ہے جو طواف، قیام، رکوع اور سجدہ کرنے کے لئے آتے ہیں۔ جب قریش کے لوگوں نے بیت اللہ میں شرک کا ارتکاب کرتے ہوئے، اس میں ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام وغیرہ کے بت نصب کردئے، تو رسول اللہ ﷺ نے اس گھر کو غیر اللہ کی عبادت سے پاک کردیا اور پھر اس میں زائرینِ کعبہ، ایک اللہ کی عبادت کرنے لگے۔

اس طرح اللہ نے اپنے اس وعدہ کو مکمل کردیا جو اس نے ابراہیم علیہ السلام سے کیا تھا۔

{ لِلطَّآئِفِيْنَ } اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ بیت اللہ کو ان لوگوں کے لئے خاص کردو، جو صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور شرک نہیں کرتے۔ طواف صرف اس مسجد کے ساتھ خاص ہے۔ اس کے علاوہ دنیا کے کسی بھی حصہ کا طواف نہیں کیا جاسکتا آیت کریمہ میں قائمین سے مراد نمازی ہیں۔

اللہ نے فرمایا: { وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ } [الحج: ۲۹] اللہ کے قدیم گھر کا طواف کریں۔ حج کے ارکان میں سے ایک اہم رکن اس گھر کا طواف بھی ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور جگہ کا طواف جائز نہیں ہے۔

طواف کی فضیلت:

طواف کی فضیلت میں وارد روایات:

- عن المنكدر بن عبد الله القرشي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ طَافَ حَوْلَ الْبَيْتِ أَسْبُوعًا لَا يُلْغُوْ فِيهِ كَانَ كَعِدْلِ رقبةٍ يُعْتِقها». رواه الطبراني في الكبير (۲۰/۳٦۰)، والحاكم (۳/٤۵۷) بإسناد حسن.

منکدر بن عبداللہ القرشیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جو بھی بندہ بیت اللہ کے سات چکر لگائے اور اس دوران وہ کوئی لغو نہ کرے تو پھر اس کو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ (طبرانی نے معجم الکبیر میں روایت کیا ہے، ۲۰، ۳٦۰) اور حاکم نے ۳/٤۵۷ حسن روایت کے ساتھ۔

- وعن ابن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قال: سمعت رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: «مَنْ طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «لا يَضَعُ قَدَمًا وَلَا يَرْفَعُ أُخْرَى إِلَّا حَطَّ اللَّهُ عَنْهُ خَطِيئَةً وَكَتَبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةً». رواه الترمذي (۹۵۹) وإسناده صحيح.

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اس گھر کا طواف کرے اور اس کی حفاظت کرے تو اس کا ثواب ایک غلام کو آزاد کرنے کا ہے۔ میں نے آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو (یہ بھی) فرماتے ہوئے سنا کہ جب ایک بندہ (طواف کے دوران) اپنا ایک قدم رکھتا ہے اور دوسرا اٹھاتا ہے تو اللہ اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے اور ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

کعبہ کو دیکھتے وقت ہاتھ اٹھانا مستحب ہے۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ ہاتھ سات جگہوں پر اٹھایا جاتا ہے:

۱۔ قیامِ نماز کے وقت۔

۲۔ بیت اللہ کو دیکھتے ہوئے۔

۳۔ صفا پر

۴۔ مروہ پر

۵۔ عرفات پر

۶۔ جمع پر اور

۷۔ جمار پر۔(ابن ابی شیبہ:۲۴۶۵)

پھر وہ دعا مانگے: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلامُ وَمِنْكَ السَّلامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلامِ»

اے اللہ، تو سراپا سلامتی ہے، سلامتی تجھ سے ہے اور ہمیں سلامتی سے لوٹا۔ جیساکہ سعید بن مسیبؒ کی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ سے یہ کلمات سنے جب وہ کعبہ کو دیکھتے تو کہتے تھے: «اللّٰهُمَّ أنت السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ فحَيِّنا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ». رواه ابن أبي شيبة(١٥٩٩٨)، والبيهقي في السنن الكبرى (٧٣/٥) اور یہ شاید ابھی کوئی زندہ نہیں ہے جس نے یہ کلمات آپؓ سے سنے ہوں۔

۴-حجرِ اسود

بیت اللہ کی خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہاں پر حجر اسود موجود ہے۔ جس کو اللہ نے جنت سے اتارا ہے اور اسکی فضیلت کی بابت بہت ساری روایات مروی ہیں:

- عن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قال: قال رسولُ الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «نزلَ الحجرُ الأسودُ من الجنّة، وهو أشدُّ بياضاً من اللّبن فسوّدتْه خطايَا بني اٰدم. رواه الترمذي (٨٧٧)، وابن خزيمة (٢٧٣٣) وقال الترمذي: "حسن صحيح"

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ حجر اسود جب جنت سے اتارا گیا تھا، اس وقت (اس کا رنگ) دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ ابن آدم کی معصیتوں نے اس کو سیاہ کر دیا۔

حجر اسود کو بوسہ دینا اور چھونا مستحب ہے

- عن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْحَجَرِ الأَسْوَدِ فَقَبَّلَهُ فَقَالَ: إِنِّي أَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ.

متفق عليه: رواه البخاري (١٥٩٧)، ومسلم (١٢٧٠: ٢٥١).

حضرت عمرؓ حجر اسود کے پاس آئے اور اس کو بوسہ دیا پھر فرمانے لگے کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تو صرف ایک پتھر ہے۔ تو نہ کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ اگر میں

رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھتا تو پھر میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

- وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ أيضا، أنه قال لِلرُّكْنِ: أَمَا وَاللهِ إِنِّي لأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ لا تَضُرُّ وَلا تَنْفَعُ وَلَولا أَنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ، فَاسْتَلَمَه. ثُمَّ قَالَ: فَمَا لَنَا وَلِلرَّمَلِ إِنَّمَا كُنَّا رَاءَيْنَا بِهِ الْمُشْرِكِينَ وَقَدْ أَهْلَكَهُمُ اللهُ. ثُمَّ قَالَ: شَيْءٌ صَنَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَتْرُكَهُ.

رواه البخاري (١٦٠٥).

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ انھوں نے حجرِ اسود کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ نہ تو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نقصان، اگر میں رسول اللہ کو استلام کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو پھر میں بھی تیرا استلام نہ کرتا۔ (یہ کہنے کے بعد) انھوں نے استلام کیا۔ پھر فرمایا، اب ہمیں رمل کی کیا ضرورت ہے؟ ہم نے تو اس کے ذریعہ، اپنے دشمنوں کے سامنے اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا تھا۔ اللہ نے ان کو ہلاک کردیا۔ پھر فرمانے لگے کہ آپ ﷺ نے یہ عمل (رمل) کیا ہے، اس لئے ہمیں بھی ترک کرنا پسند نہیں ہے۔

- وعن سويد بن غفلة رضی اللہ عنہ، قال: رأيتُ عمر قبّل الحجرَ والتزمَهُ، وقال: رأيتُ رسولَ الله ﷺ بك حفِيًّا. رواه مسلم (١٢٧١)

سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ، میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو حجرِ اسود کا بوسہ لیتے اور اس سے چمٹتے دیکھا۔ انہوں نے (عمر رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ میں نے رسول ﷺ کو تجھ سے بڑا لگاؤ رکھتے ہوئے دیکھا ہے۔

- وعن جعفر بن عبدالله بن عثمان رضی اللہ عنہ، قال: رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ ثُمَّ يُقَبِّلُهُ وَيَسْجُدُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ خَالَكَ عبدالله بْنَ عَبَّاسٍ يَفْعَلُهُ. ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ فَعَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي لأَعْلَمُ أَنَّكَ حَجَرٌ وَلَكِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَفْعَلُ هَذَا.

رواه الدارمي (١٩٠٧)، وابن خزيمة (٢٧١٤)، وإسناده حسن

جعفر بن عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کہتے کہ میں نے محمد بن عباد بن جعفر کو حجرِ اسود کا استلام کرتے، اس کا بوسہ لیتے اور پھر اس پر اپنی پیشانی (ملتے) رکھتے ہوئے دیکھا۔ میں نے ان سے

دریافت کیا کہ، یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے عرض کیا: میں نے آپ کے ماموں عبداللہ بن عباسؓ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اور انھوں نے فرمایا کہ میں نے عمرؓ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اور ان سے (حجر اسود کو خطاب کرتے ہوئے) سنا کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تو صرف ایک پتھر ہے۔ تو نہ کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی نفع، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے (اس لیے میں بھی ایسا کر رہا ہوں)

مندرجہ بالا حدیث میں لفظ سجدہ آیا ہے جس کا مطلب پیشانی کو حجر اسود پر رکھنا ہے۔ جیسا کہ اسکی وضاحت دوسرے آثار میں منقول ہے۔ امام شافعیؒ اس فعل کو مستحب سمجھتے تھے اور امام احمدؒ کہتے ہیں کہ بوسہ لینے کے بعد یہ عمل کرنا چاہیے۔

حجر اسود قیامت کے دن اس شخص کے ایمان کی گواہی دے گا جس نے اس کا استلام حق (اسلام) کے ساتھ کیا ہوگا:

- عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ في الْحَجَرِ: «وَاللهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَى مَنْ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ». رواه الترمذي (٩٦١)، وابن ماجه (٢٩٤٤)، وأحمد (٢٢١٥) بإسناد حسن.

ابن عباسؓ کی روایت ہے رسول ﷺ نے حجر اسود کے بارے میں فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حجر اسود کو اس حال میں اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی، جس سے وہ دیکھے گا۔ اور ایک زبان بھی ہوگی، جس سے وہ بولے گا۔ اور اس شخص کے حق میں (ایمان) کی گواہی دے گا، جس نے اس کا استلام حق کے ساتھ (ایمان اور اجر کی نیت سے) کیا ہوگا۔

بھیڑ اور ازدحام کے وقت استلام چھوڑنا اور بوسہ ترک کرنا مستحب ہے:

- عن عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه قال: قال لي النبيّ ﷺ: «كيف صَنَعْتَ في اسْتِلامِ الحجر؟». فقلتُ: اسْتَلَمْتُ وتركتُ. قال النَّبيُّ ﷺ: «أَصَبْتَ». رواه ابن حبان (٢٨٢٣) بإسناد صحيح

عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے حجرِ اسود کے استلام کے متعلق دریافت فرمایا (جب وہ مکہ سے لوٹ آئے)؟ میں نے کہا، کبھی استلام کرلیتا اور کبھی چھوڑ دیتا، آپ ﷺ نے کہا، تم نے بالکل ٹھیک کیا۔

آپ ﷺ کا فرمان «أَصَبْتَ» کی تشریح میں امام شافعیؒ اپنی تصنیف کتاب الأم میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمن بن عوفؓ، جس وقت بھیڑ اور ازدحام نہیں ہوتا اس وقت استلام کرلیتے ورنہ وہ چھوڑ دیتے۔ (۱۷۲/۲)

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ لوداع میں حجر اسود کا بوسہ نہیں لیا۔ اسی طرح سلف سے بھی منقول ہے کہ وہ بھیڑ کے وقت حجر اسود کا استلام ناپسند کرتے تھے۔ ابن عباسؓ کہا کرتے تھے کہ اگر حجر اسود کے آس پاس بھیڑ ہو تو آپ کسی کو تکلیف نہ دو۔

- وعن مَنْبُوذِ بن أَبِي سُلَيْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عن أُمِّهِ أنها كانت عِنْدَ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَدَخَلَتْ عليها مَوْلَاةٌ لها. فَقَالَتْ لَهَا: يا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ طُفْتُ بِالْبَيْتِ سَبْعًا، وَاسْتَلَمْتُ الرُّكْنَ مَرَّتَيْنِ أو ثَلَاثًا. فقالت لها عَائِشَةُ: لَا أَجَرَكِ اللَّهُ، لَا أَجَرَكِ اللَّهُ، تُدَافِعِينَ الرِّجَالَ؟ أَلَا كَبَّرْتِ، وَمَرَرْتِ.

رواه البيهقي في السنن الكبرى (۸۱/۵)

منبوذ بن ابو سلیمانؓ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس، ان کی لونڈی آئی اور کہنے لگی ام المؤمنین! میں نے بیت اللہ کا سات دفعہ طواف کیا۔ اور حجر اسود کا دو یا تین مرتبہ استلام کیا۔ تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اللہ تجھ کو اس کا ثواب نہ دے، اللہ تجھ کو اس کا ثواب نہ دے، کیا تم مردوں کے ساتھ دھکے کھا رہی تھی؟ بہتر تھا کہ تم تکبیرات کہتے ہوئے گذر جاتیں۔

بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ وہ عورتوں سے کہا کرتے تھے کہ اگر تمہیں لوگوں کے درمیان جگہ مل جائے تو استلام کرو، ورنہ تکبیرات کہتے ہوئے گذر جاؤ۔

- وقد رُوِي عن عمر بن الخطاب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن النبي ﷺ قال له: يَا عُمَرُ، إِنَّكَ رَجُلٌ قَوِيٌّ، لَا تُزَاحِمْ عَلَى الْحَجَرِ فَتُؤْذِيَ الضَّعِيفَ، إِنْ وَجَدْتَ خَلْوَةً

فَاسْتَلِمْهُ، وَإِلَّا فَاسْتَقْبِلْهُ فَهَلِّلْ وَكَبِّرْ . رواه البيهقي (٥/٨٠) من وجهين مرفوعا ومرسلا، والمرسل أصحُّ، وهو شاهدٌ للموصول كما قال البيهقي

عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے مجھ سے کہا کہ اے عمرؓ تم طاقتور ہو، حجرِ اسود کے پاس مزاحمت نہ کرو۔ ورنہ کمزوروں کو تکلیف ہوگی۔ اگر جگہ خالی ہو تو استلام کرو ورنہ اس کے سامنے سے تہلیل وتکبیر پڑھتے ہوئے گزر جاؤ۔ (اس کو بیہقی نے مرسل اور مرفوع دونوں طرح سے روایت کیا ہے جس میں راجح مرسل ہے اور وہ موصول کے لیے ہے۔

بیت اللہ میں دو رکن ہیں:

بیت اللہ کی خصوصیات کی فہرست میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہاں پر دو رکن موجود ہیں، جن کی فضیلت کتب احادیث میں ہے۔

- عن عبد الله بن عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أنّ النبيّ ﷺ قال: «مَسْحُ الحَجَرِ والرُّكْنِ اليَمَانِيّ يحُطُّ الخَطَايَا حطّاً». رواه أحمد(٥٦٢١)، وابن خزيمة (٢٧٢٩) وإسناده صحيح.

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ حجر اسود اور رکن یمانی کو چھونے سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

- وعن عبدالله بن عبيد بن عمير رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلا قَالَ: يَا أَبَا عبدالرحمن مَا أَرَاكَ تَسْتَلِمُ إلا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطَّانِ الْخَطِيئَةَ». رواه النسائي (٢٩١٩) وإسناده صحيح.

عبداللہ بن عبید بن عمیرؓ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے پوچھا، اے ابو عبدالرحمن! آپ کیوں صرف ان دو رکنوں کا استلام کرتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا، کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ ان دونوں کو چھونے سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

- وعن عبدالله بن عمرو بن العاص رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ: «الرُّكْنُ وَالْمَقَامُ يَاقُوتَتَانِ مِنْ يَاقُوتِ الْجَنَّةِ، طَمَسَ اللَّهُ نُورَهُمَا، وَلَوْلَا ذَلِكَ لَأَضَاءَتَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ». رواه ابن خزيمة(٢٧٣١) والحاكم(١/٤٥٦) والبيهقي(٥/٧٥) بإسناد حسن مع اختلاف في الوقف والرفع.

عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ رکن اور مقامِ ابراہیم جنت کے دو یاقوتوں میں سے ہیں۔ اللہ نے ان دونوں کی روشنی سلب کرلی ہے۔ ورنہ ان کے نور سے مشرق و مغرب کے مابین کا حصہ منور رہتا۔ (سند حسن ہے لیکن اس کے مرفوع یا موقوف ہونے میں اختلاف ہے۔)

بیہقی (٥۔٧٥) کی روایت میں ان جملوں کا اضافہ ہے: ''اگر اس پر جاہلیت کی گندگی نہ چھوئی ہوتی تو پھر اگر کوئی بیمار بندہ، اس کا صرف لمس کرلیتا تو وہ شفایاب ہوجاتا۔ اور روئے زمین پر یہ جنت کی اکلوتی چیز ہے''۔ (سند صحیح ہے)

- وعن عبدالله بن عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أنه قال: لم أرَ رَسُولَ الله ﷺ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيتِ إِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَّيْنِ. متفق عليه: رواه البخاري (١٦٠٩)، ومسلم (١٢٦٧).

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت اللہ میں دو رکنوں کے علاوہ کسی اور چیز پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

- وعن عبد الله بن عباس رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قال: لم أرَ رسولَ اللهِ ﷺ يستلمُ غيرَ الرُّكنينِ اليمانيينِ. رواه مسلم (١٢٦٩)

عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صرف دو یمانی ارکان کا استلام کرتے دیکھا ہے۔

دو یمانی ارکان کے استلام کی وجہ:

- عن عائشة أم المؤمنين رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أنّ النبيّ ﷺ قال: «أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ حِينَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ». قَالَت: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيم؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَولا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَفَعَلْتُ». قَالَ: فَقَالَ عبدالله بْنُ عُمَرَ: لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا أُرَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَرَكَ اسْتِلامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ. متفق عليه: رواه البخاري (١٥٨٢)، ومسلم (١٣٣٣: ٣٩٩)

ام المؤمنین عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ ہے کہ جب تمھاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی، توانھوں نے ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ابراہیم کی بنیادوں پر کعبہ تعمیر کیوں نہیں کردیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمھاری قوم کے لوگوں کا کفر سے چھوٹے ہوئے زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں ایسا کردیتا۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اگر عائشہؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تواب مجھے سمجھ آیا کہ آپ ﷺ حطیم سے متّصل کونوں کو کیوں نہیں چومتے تھے (وہ اس وجہ سے کہ) کیونکہ یہ ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر کردہ بنیادوں پر نہیں تھے۔

- وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما أَنَّهُ أُخبِرَ بِقَوْلِ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا إِنَّ الْحِجْرَ بَعْضُهُ مِنَ الْبَيْتِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَاللهِ إِنِّي لأَظُنُّ عَائِشَةَ إِنْ كَانَتْ سَمِعَتْ هَذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ إِنِّي لأَظُنُّ رَسُولَ اللهِ ﷺ لَمْ يَتْرُكْ اسْتِلاَمَهُمَا إِلا أَنَّهُمَا لَيْسَا عَلَى قَوَاعِدِ الْبَيْتِ، وَلَا طَافَ النَّاسُ وَرَاءَ الْحِجْرِ إِلا لِذَلِكَ.

رواه أبو داود (۱۸۷۵) بإسناد صحيح.

حضرت ابن عمرؓ کو ام المؤمنین عائشہؓ کے قول کے بارے میں جب پتہ چلا کہ حِجر (حطیم) کا کچھ حصہ بیت اللہ میں شامل ہے، توابن عمرؓ نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر عائشہؓ نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے (رکن عراق اور شامی) کا استلام اس وجہ سے چھوڑدیا کہ وہ بیت اللہ کی اصل بنیادوں پر نہ تھے اور یہی وجہ ہے کہ لوگ اس حجر (حطیم) کے پیچھے سے طواف کرتے تھے۔

دونوں رکنوں کے مابین:

{رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ}

[البقرة:۲۰۱] پڑھنا مستحب ہے۔

- عن عبد الله بن السائب رضی اللہ عنہ قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ: {رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ}

[البقرة:۲۰۱] رواه أبو داود (۱۸۹۲)، وابن خزيمة (۲۷۲۱)، بإسناد حسن

عبداللہ بن سائبؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دونوں رکنوں کے مابین یہ دعا {رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ}

[البقرۃ:۲۰۱] پڑھتے ہوئے سنا۔

مسند احمد کی روایت ہے کہ ”نبی ﷺ مابین رکن بنی جمع اور رکن حجر اسود کے مابین یہ دعا پڑھتے تھے“۔ رکن بنی جمع کا دوسرا نام رکنِ یمانی ہے اس کی نسبت قریش کے ایک قبیلہ بنی جمع کی طرف ہے جن کے گھر اسی سمت میں ہوا کرتے تھے۔

بعض سلف کا یہی عمل رہا ہے جن میں سے عمر بن خطابؓ اور عبداللہ بن عمرؓ کے نام اہم ہیں۔ جب عبداللہ بن عمرؓ رکنِ یمانی کے پاس پہنچتے تو کہتے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اور جب حجر اسود کے پاس پہنچتے تو کہتے {رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ} [البقرۃ:۲۰۱]

ابو شعبہ البکری کہتے ہیں جب وہ واپس آئے تو میں نے کہا، اے عبدالرحمن! میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا، انھوں نے کہا کیا تم نے مجھے یہ کہتے ہوئے سنا؟ میں نے کہا کہ ہاں! انھوں نے کہا: تم نے ٹھیک سنا ہے۔ میں نے اللہ کی تعریف بیان کی، حق کی شہادت اور دنیا و آخرت کی بھلائی مانگی۔ عبدالرازق (۸۹۶۵) نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ لیکن دوسرے طرق سے یہ مروی ہے جس میں ابو شعبہ البکری کا مذکورہ سوال نہیں ہے۔ اسی مفہوم کی باتیں علی بن ابی طالبؓ اور ابن عباسؓ سے بھی مروی ہیں، لیکن ان کی اسانید میں کلام ہے۔ ہاں مجموعی طور پر یہ روایات ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں اور جو باتیں ہم نے اوپر کہی ہیں وہ ثابت ہیں۔

امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ مجھے پسند ہے کہ جب بھی حجر اسود سے گزر ہو، تو تکبیر کہی جائے اور رمل کے مابین دعا مانگی جائے ”اے اللہ! یہ حج مبرور فرما، گناہوں کو درگزر کر اور اس جدوجہد کو قبول فرما“۔

چوتھے چکر سے کہا جائے ”اے اللہ مغفرت فرما، رحم کر، جو کچھ تو جانتا ہے ان سب کو

معاف کر، اے اللہ تو عزت دار اور مکرم ہے۔اے اللہ اس دنیا وآخرت میں اچھا دے اور آگ کے عذاب سے بچا"۔ (٥-٨٤)

اپنا سینہ، چہرہ، بازو اور ہاتھ ملتزم پر لگانا مستحب ہے، اگر ممکن ہو:

- عن عمرو بن شعيب رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عن أبيه قال: طُفْتُ مَعَ عبدالله بن عمرو بن العاص فَلَمَّا جِئْنَا دُبُرَ الْكَعْبَةِ, قُلْتُ: أَلا تَتَعَوَّذُ؟ قَالَ: نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ. ثُمَّ مَضَى حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ, وَأَقَامَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْبَابِ فَوَضَعَ صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ وَكَفَّيْهِ هَكَذَا وَبَسَطَهُمَا بَسْطًا, ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ. رواه أبو داود (١٨٩٩) كذا قال: «عن أبيه»، وهو وهم، والصحيح ما رواه ابن ماجه (٢٩٦٢)، قال: «عن أبيه، عن جده».

عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے ساتھ طواف کیا، ہم جب کعبہ کے پچھلے حصہ کی طرف آئے، تو آپ نے پوچھا کیا آپ پناہ نہیں مانگو گے ؟ کہا اے اللہ ! ہم آگ سے (جہنم کی) پناہ مانگتے ہیں۔ پھر کچھ آگے بڑھے اور حجر اسود کا استلام کیا۔ پھر رکن اور کعبہ کے دروازہ کے مابین کھڑے ہوئے اور اپنا سینہ، اپنا چہرہ، اپنے دونوں بازو اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اس طرح رکھا اور انھیں مکمل پھیلا دیا۔ پھر فرمایا میں نے رسول صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔(ابو داؤد ١٨٩٩ یہاں انھوں نے عن أبيه کہا ہے جو کہ وہم ہے، جب کہ صحیح ابن ماجہ (٢٩٦٢) اس طرح ہے عن أبيه عن جده ہے۔

اسی مفہوم کی دوسری روایات بھی موجود ہیں جن پر کلام ہے۔مجموعی روایات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ثابت ہے۔ امام شافعیؒ نے کہا کہ مستحب ہے کہ حجاج طوافِ وداع کے بعد ملتزم کے پاس آئیں اور اپنے پیٹ و سینہ کو بیت اللہ سے لگا کر اس کی دیواروں پر اپنے ہاتھوں کو پھیلائیں اور دنیا وآخرت میں انھیں جو کچھ چاہیے مانگ لیں۔

میری رائے یہ ہے کہ یہ عمل اس وقت کرنا چاہیے جب بھیڑ نہ ہو۔

٦-مقام ابراہیم:

مقامِ ابراہیم کا تذکرہ قرآن مجید میں وارد ہے {وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى} [البقرۃ-۱۲۵]۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر ابرہیمؑ نے کعبہ کی تعمیر فرمائی تھی۔ جس کا ذکر ابن عباسؓ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ ابراہیمؑ نے کہا "اے اسماعیل! اللہ نے مجھے ایک بات کا حکم دیا ہے۔ اسماعیل علیہ السلام نے کہا: رب نے جو حکم دیا ہے اس کو بجالائیے۔ آپ نے پوچھا کیا تم میرا تعاون کرو گے؟ اسماعیل علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا۔ ابراہیمؑ نے کہا: اللہ نے مجھے یہاں ایک گھر تعمیر کرنے کا حکم دیا ہے۔ ساتھ ہی انھوں نے پاس ہی کی ایک بلند زمین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہیں بیت اللہ کی بنیاد کھڑی کی جائے گی۔ اسمعیل علیہ السلام پتھر لاتے جاتے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے، پھر جب عمارت بلند ہونے لگی، تو وہ یہ پتھر لائے اور اُس کو اِس مقام پر رکھا۔ ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر تعمیر کرتے اور انھیں اسماعیل پتھر فراہم کرتے۔ اور دونوں اس دوران دعا مانگتے {رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ} [البقرۃ۱۲۷] اے ہمارے رب، ہم سے تو قبول فرما تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (بخاری ۳۳۶۳)

اللہ نے اس مقام کو زندہ جاوید، معجزہ بنادیا ہے، اس پتھر کو اللہ نے اس قدر نرم و ملائم بنادیا تھا کہ اس پر حضرت ابراہیمؑ کے قدم نقش ہو گئے۔ تعمیر کے دوران یہ معجزہ بھی پیش آیا کہ کعبہ کی دیوار جیسے جیسے بلند ہوتی جاتی ویسے ویسے یہ پتھر بھی اونچا ہوتا جاتا، یہاں تک کہ اس کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے دور میں یہ پتھر کعبہ سے لگا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے اس کو تھوڑا دور ہٹا کر رکھوایا، جیسا کہ بیہقیؒ نے حضرت عائشہؓ کی صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کا یہ اقدام شاید طواف کرنے والوں کی سہولت کی خاطر رہا ہوگا۔

۷-الحِجر

حجر (ح کسرہ کے ساتھ) اس دیوار کو کہا جاتا ہے جو کعبہ کے شمال میں نصف دائرہ کی شکل میں ہے اور اس کو حطیم بھی کہا جاتا ہے، اس کو حِجر اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ قریش نے کعبہ کی

تعمیر کے موقع ابراہیمؑ کی بنیادوں کو چھوڑ دیا تھا اور وہاں پر بطورِ نشانی کہ یہ بھی کعبہ کا حصہ ہے، پتھر لگادیئے تھے جیسا کہ یاقوت حموی نے معجم البلدان میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اس حطیم کی بابت کتبِ احادیث میں ہمیں کافی روایات ملتی ہیں۔

- عن عائشة رضي الله عنها قالت: سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْجَدْرِ أَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ؟ قَالَ: «نَعَمْ». قُلْتُ: فَلِمَ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَ: «إِنَّ قَوْمَكِ قَصَّرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ». قُلْتُ: فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا؟ قَالَ: «فَعَلَ ذٰلِكِ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمَكِ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ؛ فَأَخَافُ أَنْ تُنْكِرَ قُلُوبُهُمْ لَنَظَرْتُ أَنْ أُدْخِلَ الْجَدْرَ فِي الْبَيْتِ، وَأَنْ أُلْزِقَ بَابَهُ بِالْأَرْضِ». متفق عليه: رواه البخاري (۱۵۸۴)، ومسلم (۱۳۳۳: ۴۰۵)

عائشہؓ کہتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ، کیا یہ دیوار کعبہ کا حصہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے پوچھا: تو پھر اس کو کیوں بیت اللہ میں شامل نہیں کیا گیا؟ رسول اللہ ﷺ نے کہا: تمھاری قوم کے پاس سرمایہ کم ہوگیا تھا، میں نے عرض کیا کہ اس کا دروازہ کیوں بلندی پر ہے؟ آپ ﷺ نے کہا کہ تمھاری قوم نے چاہا کہ وہ جس کو چاہیں داخل ہونے دیں اور جس کو وہ چاہیں اس کو روک دیں۔ اگر تمھاری قوم کا ناطہ دورِ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا، تو میں اس دیوار کو کعبہ میں شامل کردیتا اور اس کے دروازہ کو زمین کے برابر کردیتا، لیکن مجھے ان کے دلوں کے منحرف ہونے کا خوف اور خدشہ ہے۔

- وَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ رضي الله عنهما: إِنِّي سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنَّ النَّاسَ حَدِيثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ، وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّي عَلَى بِنَائِهِ لَكُنْتُ أَدْخَلْتُ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَ أَذْرُعٍ، وَلَجَعَلْتُ لَهَا بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ، وَبَابًا يَخْرُجُونَ مِنْهُ».

قَالَ: فَأَنَا الْيَوْمَ أَجِدُ مَا أُنْفِقُ وَلَسْتُ أَخَافُ النَّاسَ. قَالَ: فَزَادَ فِيهِ خَمْسَ أَذْرُعٍ مِنَ الْحِجْرِ حَتَّى أَبْدَى أُسًّا نَظَرَ النَّاسُ إِلَيْهِ. فَبَنَى عَلَيْهِ الْبِنَاءَ وَكَانَ طُولُ الْكَعْبَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ ذِرَاعًا. فَلَمَّا زَادَ فِيهِ اسْتَقْصَرَهُ فَزَادَ فِي طُولِهِ عَشْرَ أَذْرُعٍ،

وَجَعَلَ لَهُ بَابَيْنِ أَحَدُهُمَا يُدْخَلُ مِنْهُ وَالآخَرُ يُخْرَجُ مِنْهُ.
فَلَمَّا قُتِلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَتَبَ الْحَجَّاجُ إِلَى عبدالملك بْنِ مَرْوَانَ يُخْبِرُهُ بِذَلِكَ وَيُخْبِرُهُ أَنَّ ابْنَ الزُّبَيْرِ قَدْ وَضَعَ الْبِنَاءَ عَلَى أُسٍّ نَظَرَ إِلَيْهِ الْعُدُولُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ عبدالملك: إِنَّا لَسْنَا مِنْ تَلْطِيخِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي شَيْءٍ! أَمَّا مَا زَادَ فِي طُولِهِ فَأَقِرَّهُ، وَأَمَّا مَا زَادَ فِيهِ مِنَ الْحِجْرِ فَرُدَّهُ إِلَى بِنَائِهِ، وَسُدَّ الْبَابَ الَّذِي فَتَحَهُ. فَنَقَضَهُ وَأَعَادَهُ إِلَى بِنَائِه». رواه مسلم (۱۳۳۳: ۴۰۲)
وفي رواية قالت عائشة رضي الله عنها: سألتُ رسول الله ﷺ عن الحِجر أَمِنَ البيتِ؟ قال: نعم.

عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کا کفر سے قریبی واسطہ (زمنی اعتبار سے) نہ ہوتا، اور میرے پاس سرمایہ ہوتا تو پھر میں حطیم کے پانچ گز کو بیت اللہ کا حصہ بنا دیتا اور اس میں (دو) دروازے بناتا، تاکہ ایک سے لوگ داخل ہوں اور دوسرے سے باہر نکلیں۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ ''آج میرے پاس سرمایہ بھی ہے اور لوگوں کے انکار کا بھی کوئی خوف اور ڈر نہیں۔ (راوی کہتے ہیں) انھوں نے حطیم کے پانچ ہاتھ اسمیں شامل کیے۔ (کھدائی کے دوران ابراہیمؑ کی بنیادیں باہر نکل آئی تھیں، جس کو لوگوں نے بھی دیکھا۔ اس کے بعد انھوں نے اس پر دیوار کھڑی کی، جس سے اس کی بلندی ۱۸ ہاتھ ہوگئی۔ لیکن اس کے باوجود انھیں یہ اونچائی کم دکھائی دی تو انھوں نے اس میں اور دس ہاتھ کا اضافہ فرمایا اور دور دروازے لگائے۔ ایک داخل ہونے اور دوسرا نکلنے کے لئے۔ ابن زبیرؓ کو جب قتل کر دیا گیا، تو حجاج نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا اور اس کی خبر دی اور کہا کہ انھوں نے جو عمارت تعمیر کی ہے (ابراہیمی بنیادوں پر) اس کی مکہ کے معتبر لوگوں نے بھی شہادت دی ہے۔ عبدالملک نے جواب دیا کہ ابن زبیرؓ نے جو ردو بدل کیا اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں، ہاں، انھوں نے بلندی میں جو اضافہ کیا ہے اس کو برقرار رکھو۔ اور جو اضافہ انھوں نے حطیم میں کیا ہے، اس کو سابقہ حالت پر لوٹا دو۔ اور دروازہ کو بند کر دو جو انھوں نے کھولا

ہے، چنانچہ اس کو ڈھادیا گیا اوراس طرح یہ اپنی پرانی حالت پر لوٹ گیا۔

ایک اور روایت میں ہے عائشہؓ نے رسول اللہ سے سوال کیا کہ کیا یہ (حطیم) بیت اللہ کا حصہ ہے ؟ توآپ ﷺ نے جواب دیا: ہاں۔

- قال عبد الله بن عمر رَضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمَا ما أرى رسول الله ﷺ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ الَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحَجَرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُصَمْ عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ عليه السلام. رواه ابن خزيمة (٢٧٢٦)

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو حجر کی طرف کے دوار کان کے استلام کو صرف اس وجہ سے ترک کرتے نہیں دیکھا، کیوں کہ بیت اللہ کی تعمیر میں ابراہیم علیہ السلام کی اصل بنیادوں کا خیال نہیں رکھا گیا تھا۔

عائشہؓ کا ارادہ ہوا کہ وہ بیت اللہ میں نماز ادا کریں۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں مجھے داخل کیا اور کہا کہ: «صلِّي في الحِجْر إذا أردتِّ دخولَ البيتِ. فإنما هو قطعةٌ مِنَ الْبَيْتِ، ولكنَّ قَوْمكِ اسْتَقْصِرُوْا حِيْنَ بَنَوْا الكعبةَ. فأَخْرجوهُ من البيتِ». رواه أحمد(٢٤٦١٦)، وأبوداود (٢٠٢٨)، والنسائي (٢٩١٢)، والترمذي (٨٧٦) وقال الترمذي: "حسن صحيح". قلت: وإسناده حسن.

تمہارا ارادہ اگر بیت اللہ کے اندر نماز پڑھنے کا ہے تو پھر حطیم میں نماز ادا کرو کیونکہ وہ بھی بیت اللہ کا ہی حصہ ہے۔ لیکن تمہاری قوم کے پاس سرمایہ کم پڑ گیا تو انھوں نے اس کی تعمیر مختصر کردی اور اس کو بیت اللہ سے الگ کر دیا۔

- وفي رواية قالت عائشة: يا رسول الله ألا أدخل البيت؟ قال: «ادْخُلي الحِجْرَ فإنّه من البيتِ». رواه النسائي (٢٩١١) بإسناد صحيح.

ایک اور روایت میں عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو سکتی ہوں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حطیم میں داخل ہو جاؤ، یہ بھی بیت اللہ کا ہی حصہ ہے۔

یعنی جس نے بھی حطیم میں نماز ادا کی، گویا اس نے کعبہ کے اندر نماز ادا کی۔ اسی لیے عائشہؓ کا

کہنا تھا کہ میرے نزدیک حطیم اور کعبہ میں نماز ادا کرنا دونوں برابر ہیں۔(عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ۱۳۰/۵)

اسی لیے حطیم کے اندرونی حصہ میں طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

- قال ابن عباس: الحِجْرُ مِنَ الْبَيْتِ؛ لِأَنَّ رَسُولَ الله ﷺ طاف بالبيتِ مِنْ ورائه. قال الله تعالى: وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ [الحج: ۲۹]

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حطیم بیت اللہ کا حصہ ہے۔اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کا طواف اس کے باہری حصہ سے کیا، اللہ نے کہا: وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ [الحج: ۲۹] کہ تم قدیم گھر بیت اللہ کا طواف کرو۔(حاکم نے اس کو روایت کیا ۴۶۰/۱ اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے)۔انھوں نے ایک مرتبہ خطاب کرتے ہوئے کہا، لوگو! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو سنو اور سنا بھی دو۔ ایسا نہ ہو کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور یہ کہہ دو، کہ ابن عباسؓ نے ایسا کہا، ابن عباس نے ویسا کہا۔اس کے بعد ابن عباسؓ نے فرمایا: جو کوئی بیت اللہ کا طواف کرے تو وہ حطیم کے پچھلے حصہ کی طرف سے کرے۔ حِجر کو حطیم مت کہا کرو، کیونکہ یہ جاہلیت کا نام ہے اور اس دور میں جب کوئی قسم کھاتا تو وہ یہاں پر اپنا کوڑا، جوتا یا کمان پھینک دیتا تھا۔(بخاری ۳۸۴۸) ایک اور روایت میں لفظ حلف آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ لوگ آپس میں قسم کھاتے تھے تو حطیم یا حجر میں اپنا جوتا، کوڑا، کمان یا پھر لاٹھی ڈال دیتے تھے۔اور یہ ان کا طرزِ عمل قسم کھانے کی علامت تھا۔اور اس طرح اس کا نام حطیم پڑ گیا۔ حطیم کے نام کی ایک اور وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ اگر کوئی مظلوم اس حصہ میں ظالم کے خلاف بددعا کرتا، تو وہ ہلاک ہوجاتا۔اس کے علاوہ بہت ساری وجوہات بتائی گئی ہیں جس کا ذکر ابن حجرؒ نے فتح الباری میں کیا ہے۔

جب بھی حکمرانوں اور بادشاہوں نے بیت اللہ کی تعمیر و توسیع کی، تو اس میں حطیم کی دیوار کی خوبصورتی اور آرائش کا بھی بڑا اہتمام کیا ہے۔ابھی اس سلسلہ میں جو حالیہ کام ہوا ہے وہ سعودی حکومت کی جانب سے ہوا ہے، ۱۳۹۷ھ میں حطیم کی تعمیر میں خوبصورتی اور مضبوطی کا کافی خیال رکھا گیا ہے، اس کے فرش پر ٹھنڈا ماربل بچھایا گیا جس کو یونان سے منگوایا گیا، اس کی دیوار پر تین دھاتی فانوس بڑی ہی خوبصورتی سے سجائے گئے ہیں، جن کی روشنی سے اطراف واکناف

کا علاقہ جگمگا اٹھتا ہے۔اس کا تذکرہ ہمارے بھائی دکتور وصی اللہ عباس نے اپنی کتاب ''المسجد الحرام تاریخه واحکامه'' میں کیا ہے۔

آبِ زمزم:

بیت اللہ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں زمزم کا کنواں ہے جس کا پانی بڑا ہی بابرکت اور پیاسوں کے لیے سیرابی کا باعث ہے۔

- عن أبي ذر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال لي رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَتَى كُنْتَ ههنا؟». قال: قلتُ: قد كنتُ هُهُنا مُنْذُ ثَلاثين بين ليلةٍ ويومٍ. قال: «فَمَنْ كانَ يُطْعِمُكَ؟» قال: قلتُ: مَا كانَ لي طعامٌ إلا ماءُ زمزمَ، فَسَمِنْتُ حتَّى تَكَسَّرتْ عُكَنُ بطني، وما أجدُ علَى كَبِدِي سُخْفَةَ جوعٍ! قال: «إنّها مُباركةٌ، إنّها طعامُ طُعْمٍ».

رواه مسلم (٢٤٧٣).

ابوذرؓ کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دریافت فرمایا، آپ یہاں پر کب سے ہو؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: تیس دنوں سے۔آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پوچھا کون آپ کو کھلا رہا ہے؟ وہ کہتے ہیں میں نے کہا، میں تو صرف زمزم کے پانی پر اکتفا کر رہا ہوں اور اس کا یہ اثر ہے کہ میں موٹا ہوگیا ہوں اور مجھے بھوک نہیں ہے۔آپ نے فرمایا: یہ مبارک ہے اور سیربخش غذا ہے۔وفي مسند أبي داود الطيالسي (٤٥٩) زيادة: «وشفاءُ سُقْمٍ» وهي زيادة صحيحة.

مسند طیالسی میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ ''یہ بیماری کے لیے شفاء ہے''۔اور یہ الفاظ ثابت ہیں۔

- عن جابر بن عبدالله رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قال: سمعت رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول: «ماءُ زمزمَ لما شُرِبَ له». رواه ابن ماجه (٣٠٦٢)، وأحمد (١٤٨٤٩)، وإسناده حسن.

جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے ہوئے سنا کہ زمزم جس نیت سے نوش کیا جاتا ہے وہ نیت پوری ہوتی ہے۔

- وعن أبي جمرة قال: كُنْتُ أَدْفَعُ النَّاسَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاحْتَبَسْتُ أَيَّامًا فَقَالَ: مَا حَبَسَكَ؟ قُلْتُ: الْحُمَّى، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوهَا بِمَاءِ زَمْزَمَ». رواه أحمد (٢٦٤٩)

ابو جمرہ کہتے ہیں کہ میں ابن عباسؓ کی حفاظت پر مامور تھا، چند دن میں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو پایا، آپؓ نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں تھے؟ میں نے کہا کہ مجھے بخار لاحق ہو گیا تھا۔ انھوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بخار جہنم کی تپش سے ہے اس کو زمزم کے پانی سے ٹھنڈا کرو۔

- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: خَيْرُ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مَاءُ زَمْزَمَ فِيهِ طَعَامٌ مِنَ الطُّعْمِ وَشِفَاءٌ مِنَ السُّقْمِ، وَشَرُّ مَاءٍ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ مَاءٌ بِوَادِي بَرَهُوتٍ بِقَيَّةُ حَضْرَمَوْتَ كَرِجْلِ الْجَرَادِ مِنَ الْهَوَامِّ يُصْبِحُ يَتَدَفَّقُ وَيُمْسِي لا بَلالَ بِهَا. رواه الطبراني (٩٨/١١) بإسناد حسن.

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کرۂ ارض کا بہترین پانی زمزم ہے۔ اس میں بھوک کے لیے غذا اور بیماری سے شفاء ہے۔ اور اس زمین کا بدترین پانی وادی برہوت کا ہے جو حضرموت کے پاس ہے۔ وہاں ٹڈی کی طرح کیڑے مکوڑے ہیں۔ صبح کے وقت وہاں پانی جوش مارتا ہے اور شام کے وقت وہاں نرمی بھی نہیں ہوتی۔

زمزم کے پانی کے وجود کے سلسلے میں ابن عباسؓ کی ایک طویل روایت ہے:

- قال: أَوَّلَ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُمِّ إِسْمَاعِيلَ، اتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَتُعَفِّيَ أَثَرَهَا عَلَى سَارَةَ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِابْنِهَا إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُرْضِعُهُ حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ، فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءً فِيهِ مَاءٌ، ثُمَّ قَفَّى إِبْرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا، فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَقَالَتْ: يَا إِبْرَاهِيمُ أَيْنَ تَذْهَبُ؟ وَتَتْرُكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ

وَلَا شَيْءٌ! فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا، وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا. فَقَالَتْ لَهُ: أَاللَّهُ الَّذِي أَمَرَكَ بِهَذَا؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَتْ: إِذَنْ لَا يُضَيِّعُنَا. ثُمَّ رَجَعَتْ. فَانْطَلَقَ إِبْرَاهِيمُ حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ، ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ رَبِّ {إِنِّيٓ أَسْكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِى زَرْعٍ عِندَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ}-حَتَّى بَلَغَ-{يَشْكُرُونَ} وَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تُرْضِعُ إِسْمَاعِيلَ، وَتَشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ حَتَّى إِذَا نَفِدَ مَا فِي السِّقَاءِ عَطِشَتْ، وَعَطِشَ ابْنُهَا، وَجَعَلَتْ تَنْظُرُ إِلَيْهِ يَتَلَوَّى أَوْ قَالَ: يَتَلَبَّطُ فَانْطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيْهِ، فَوَجَدَتِ الصَّفَا أَقْرَبَ جَبَلٍ فِي الْأَرْضِ يَلِيهَا، فَقَامَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ اسْتَقْبَلَتِ الْوَادِيَ تَنْظُرُ هَلْ تَرَى أَحَدًا، فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَهَبَطَتْ مِنَ الصَّفَا حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْوَادِيَ رَفَعَتْ طَرَفَ دِرْعِهَا، ثُمَّ سَعَتْ سَعْيَ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُودِ، حَتَّى جَاوَزَتِ الْوَادِيَ، ثُمَّ أَتَتِ الْمَرْوَةَ، فَقَامَتْ عَلَيْهَا، وَنَظَرَتْ هَلْ تَرَى أَحَدًا، فَلَمْ تَرَ أَحَدًا، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ سَبْعَ مَرَّاتٍ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَذَلِكَ سَعْيُ النَّاسِ بَيْنَهُمَا» فَلَمَّا أَشْرَفَتْ عَلَى الْمَرْوَةِ سَمِعَتْ صَوْتًا، فَقَالَتْ: صَهٍ تُرِيدُ نَفْسَهَا ثُمَّ تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ أَيْضًا، فَقَالَتْ: قَدْ أَسْمَعْتَ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ غِوَاثٌ، فَإِذَا هِيَ بِالْمَلَكِ عِنْدَ مَوْضِعِ زَمْزَمَ، فَبَحَثَ بِعَقِبِهِ أَوْ قَالَ بِجَنَاحِهِ حَتَّى ظَهَرَ الْمَاءُ، فَجَعَلَتْ تُحَوِّضُهُ وَتَقُولُ بِيَدِهَا هَكَذَا، وَجَعَلَتْ تَغْرِفُ مِنَ الْمَاءِ فِي سِقَائِهَا، وَهُوَ يَفُورُ بَعْدَ مَا تَغْرِفُ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «يَرْحَمُ اللَّهُ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ، لَوْ تَرَكَتْ زَمْزَمَ -أَوْ قَالَ- لَوْ لَمْ تَغْرِفْ مِنَ الْمَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عَيْنًا مَعِينًا» قَالَ: فَشَرِبَتْ وَأَرْضَعَتْ وَلَدَهَا، فَقَالَ لَهَا الْمَلَكُ: لَا تَخَافُوا الضَّيْعَةَ؛ فَإِنَّ هَا هُنَا بَيْتَ اللَّهِ يَبْنِي هَذَا الْغُلَامُ وَأَبُوهُ، وَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَهْلَهُ، وَكَانَ الْبَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الْأَرْضِ كَالرَّابِيَةِ، تَأْتِيهِ السُّيُولُ فَتَأْخُذُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ، فَكَانَتْ كَذَلِكَ حَتَّى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ أَوْ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِينَ مِنْ طَرِيقِ كَدَاءٍ، فَنَزَلُوا فِي أَسْفَلِ مَكَّةَ، فَرَأَوْا طَائِرًا عَائِفًا، فَقَالُوا: إِنَّ هَذَا الطَّائِرَ لَيَدُورُ عَلَى مَاءٍ، لَعَهْدُنَا بِهَذَا الْوَادِي وَمَا فِيهِ

مَاءٌ، فَأَرْسَلُوا جَرِيًّا أَوْ جَرِيَّيْنِ، فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ فَرَجَعُوا، فَأَخْبَرُوهُمْ بِالْمَاءِ، فَأَقْبَلُوا، قَالَ: وَأُمُّ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ الْمَاءِ، فَقَالُوا: أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَنْزِلَ عِنْدَكِ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، وَلَكِنْ لَا حَقَّ لَكُمْ فِي الْمَاءِ، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَأَلْفَى ذَلِكَ أُمَّ إِسْمَاعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْإِنْسَ»، فَنَزَلُوا، وَأَرْسَلُوا إِلَى أَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا مَعَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ بِهَا أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْهُمْ وَشَبَّ الْغُلَامُ، وَتَعَلَّمَ الْعَرَبِيَّةَ مِنْهُمْ وَأَنْفَسَهُمْ وَأَعْجَبَهُمْ حِينَ شَبَّ، فَلَمَّا أَدْرَكَ زَوَّجُوهُ امْرَأَةً مِنْهُمْ، وَمَاتَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَاءَ إِبْرَاهِيمُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلُ، يُطَالِعُ تَرِكَتَهُ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ، فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، ثُمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِشَرٍّ، نَحْنُ فِي ضِيقٍ وَشِدَّةٍ، فَشَكَتْ إِلَيْهِ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ، وَقُولِي لَهُ يُغَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ كَأَنَّهُ آنَسَ شَيْئًا، فَقَالَ: هَلْ جَاءَكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ جَاءَنَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا، فَسَأَلَنَا عَنْكَ، فَأَخْبَرْتُهُ، وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا؟ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ، قَالَ: فَهَلْ أَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَمَرَنِي أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ، قَالَ: ذَاكِ أَبِي وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُفَارِقَكِ، الْحَقِي بِأَهْلِكِ، فَطَلَّقَهَا، وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى، فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَتَاهُمْ بَعْدُ، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَسَأَلَهَا عَنْهُ، فَقَالَتْ: خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا، قَالَ: كَيْفَ أَنْتُمْ؟ وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ، وَهَيْئَتِهِمْ، فَقَالَتْ: نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ، وَأَثْنَتْ عَلَى اللَّهِ، فَقَالَ: مَا طَعَامُكُمْ، قَالَتْ: اللَّحْمُ، قَالَ: فَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: الْمَاءُ قَالَ: اللَّهُمَّ بَارِكْ لهمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ يَوْمَئِذٍ حَبٌّ وَلَوْ كَانَ لَهُمْ دَعَا لَهُمْ فِيهِ»

قَالَ: فَهُمَا لَا يَخْلُو عَلَيْهِمَا أَحَدٌ بِغَيْرِ مَكَّةَ إِلَّا لَمْ يُوَافِقَاهُ، قَالَ: فَإِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلَامَ وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ، فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ قَالَ: هَلْ أَتَاكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، أَتَانَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، وَأَثْنَتْ

عَلَيْهِ، فَسَأَلَنِي عَنْكَ، فَأَخْبَرْتُهُ فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا؟ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّا بِخَيْرٍ، قَالَ: فَأَوْصَاكِ بِشَيْءٍ؟ قَالَتْ: نَعَمْ هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثْبِتَ عَتَبَةَ بَابِكَ، قَالَ: ذَاكِ أَبِي وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ، أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكِ، ثُمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ وَإِسْمَاعِيلُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ، فَلَمَّا رَآهُ قَامَ إِلَيْهِ، فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ وَالْوَلَدُ بِالْوَالِدِ، ثُمَّ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ، قَالَ: فَاصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ، قَالَ: وَتُعِينُنِي؟ قَالَ: وَأُعِينُكَ قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَا هُنَا بَيْتًا وَأَشَارَ إِلَى أَكَمَةٍ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا، قَالَ: فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ، فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ وَإِبْرَاهِيمُ يَبْنِي حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ جَاءَ بِهَذَا الْحَجَرِ، فَوَضَعَهُ لَهُ فَقَامَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَبْنِي وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ وَهُمَا يَقُولَانِ: قَالَ: فَجَعَلَا يَبْنِيَانِ حَتَّى يَدُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ، وَهُمَا يَقُولَانِ: { رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ }. (البخاري: ٣٣٦٤)

عورتوں کے کمر پر پٹہ باندھنے کا رواج سب سے پہلے حضرت اسماعیلؑ کی ماں نے شروع کیا تھا، پہلے پہل انہوں نے کمر پٹہ اس لیے باندھا کہ سارہ ان کا سراغ نہ پائیں، ابراہیمؑ، ہاجرہ اور ان کے بیٹے اسماعیل کو مکہ جس وقت لائے تھے اس وقت ابھی وہ دودھ پیا کرتے تھے۔ ابراہیمؑ نے ان کو کعبہ کے قریب ایک بڑے درخت کے پاس اس جگہ پر چھوڑا جہاں اب زمزم (کا کنواں) ہے (مسجد کے بلند حصہ میں) اور اس دور میں مکہ میں نہ تو کوئی آبادی تھی اور نہ ہی پانی۔ آپ علیہ السلام ان دونوں کے پاس ایک چمڑے کی تھیلی میں کچھ کھجور اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ کر وہاں سے واپس ہونے لگے، تو اسماعیلؑ کی والدہ ان کے پیچھے آئیں اور پوچھا! اے ابراہیمؑ! کہاں جا رہے ہو؟ ہمیں اس غیر آباد وادی میں چھوڑ کر، جہاں نہ تو کوئی انسان ہے اور نہ ہی پانی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر، اپنے راستہ پر چل رہے تھے۔ پھر انہوں نے پوچھا کیا اللہ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ کہا ہاں۔ (یہ سن کر) کہنے لگیں تب اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا پھر وہ لوٹ گئیں

ابراہیمؑ چلتے رہے اور اتنا فاصلہ طے کرلیا جہاں سے وہ دکھائی نہیں دیتے تھے۔ پھر وہ کعبہ رخ ہوکر اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر ان الفاظ سے دعا کی: { رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ } ام اسماعیل اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھیں۔ اس مشکیزہ سے اپنی پیاس بجھا رہی تھیں جب یہ سب کچھ ختم ہوگیا تو وہ اور ان کا بیٹا پیاسے ہوگئے، وہ دیکھ رہی تھیں کہ پیاس کی وجہ سے ان کا بیٹا تڑپ رہا ہے، وہ اس حالت کو دیکھ نہیں پارہی تھیں، چنانچہ وہ وہاں سے ہٹ گئیں، ان کے قریب صفا پہاڑی تھی انھوں نے اس پر چڑھ کر وادی پر نظر دوڑائی کہ کوئی نظر آجائے، لیکن کوئی انھیں دکھائی نہیں دیا۔ پھر وہ صفا پہاڑی سے اتر کر وادی میں پہنچیں، اور اپنا دامن تھوڑا اوپر کرلیا تاکہ وہ الجھ نہ پائے اور ایک محنت کش انسان کی طرح دوڑنے لگیں اور وادی طے کرکے مروہ آئیں اور اس پر کھڑی ہوکر دیکھنے لگیں کہ کوئی انسان شاید نظر آجائے مگر انھیں کوئی نظر نہیں آیا۔ اس طرح سے وہ سات مرتبہ آئی گئیں۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا "یہ وہی سعی ہے جو تم ان دونوں (صفا مروہ) کے مابین کرتے ہو"، پھر وہ مروہ کی چوٹی پر پہنچ گئیں تو انھیں ایک آواز آئی سنائی دی، "خاموش"! (یہ وہ اپنے آپ سے کہہ رہی تھیں) پھر آواز کی طرف وہ ہمہ تن گوش ہوگئیں انہیں اب بھی یہ آواز برابر آرہی تھی، وہ کہنے لگیں میں نے آواز سن لی ہے۔ اگر تم مدد کرنا چاہتے ہو تو میری مدد کرو، اچانک کیا دیکھتی ہیں کہ زمزم کے کنویں کی جگہ ایک فرشتہ ہے۔ اس فرشتہ نے زمین سے اپنی ایڑیاں گھسیں یا (یہ کہا کہ) اس نے اپنا پَر زمین سے رگڑا تو پانی ابل پڑا، اس خدشہ سے کہ یہ پانی بہہ جائے گا، انھوں نے اس پانی کے اطراف ایک حوض بنادیا اور اپنا مشکیزہ اس پانی سے بھرنے لگیں، اور وہ جتنا پانی بھرتیں جاتیں چشمہ ابلتا جاتا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ام اسماعیل پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو یوں ہی چھوڑ دیتیں یا آپ نے یوں کہا کہ اگر وہ چلو سے اپنے مشکیزہ کو نہ بھرتیں تو آج زمزم ایک بہتے ہوئے چشمہ کی صورت میں ہوتا۔ وہ کہتے ہیں کہ ام اسماعیل نے یہ پانی خود پیا اور اپنے بیٹے کو پلایا، فرشتہ نے ان سے کہا تم اپنے ضائع ہونے کا ڈر ختم کردو

کیونکہ یہاں اللہ کا گھر ہے جس کی تعمیر یہ بچہ اور اس کے والد کریں گے۔ اللہ نے اپنے لوگوں کو ضائع نہیں کرتا، بیت اللہ اب جہاں پر ہے وہاں کی زمین بلند یعنی ٹیلہ جیسی تھی، جب بھی سیلاب آتا تو دائیں بائیں کی زمین کاٹ دیتا۔ یہی حال رہا، پھر ایک دن قبیلہ جرہم کا گزر وہاں سے ہوا۔ جرہم کے چند افراد نے مقام کداء سے گزر کر مکہ کے نشیبی علاقہ میں پڑاؤ کیا، وہاں انھوں نے دیکھا کہ پرندے منڈلا رہے ہیں، کہنے لگے کہ یہ پرندے تو پانی کے اوپر منڈلاتے ہیں اور ہمارا گزر تو اس علاقہ سے برسوں سے رہا ہے، اور یہاں کہیں بھی پانی کا نام ونشان نہیں تھا۔ انھوں نے ایک یا دو آدمی بھیجے (کہ تحقیق کر آئیں)، ان لوگوں کو پانی مل گیا وہ واپس آئے اور پانی کی موجودگی کی خبر دی۔ چنانچہ سارا قبیلہ اس طرف چل پڑا۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں اسماعیلؑ کی والدہ اس وقت پانی کے پاس تھیں تو ان لوگوں نے آپ سے اجازت چاہی کہ کیا ہم یہاں پڑاؤ کر سکتے ہیں؟ انہوں نے اجازت اس شرط کے ساتھ دی کہ اس پانی پر تمھارا کوئی حق نہیں ہوگا۔ وہ لوگ مان گئے، ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب اسماعیل کی والدہ کو پڑوسی مل گئے جس سے ان کو اچھا لگا، وہ لوگ وہاں بس گئے، اور اپنے قبیلہ والوں کو بلا بھیجا چنانچہ وہ وہاں آ گئے اور ان کے بہت سارے گھرانے آباد ہو گئے، یہ چھوٹا بچہ جوان ہوا، ان سے عربی زبان سیکھی اور جب یہ جوان ہو رہے تھے تو اس وقت کافی خوبصورت تھے۔ چنانچہ انھوں (قبیلہ جرہم) نے اپنی ایک لڑکی سے شادی کر دی پھر اسماعیلؑ کی والدہ (ہاجرہ) کا انتقال ہو گیا۔ اسماعیل کی شادی کے بعد ابراہیمؑ اپنے گھر والوں کا حال جاننے کے لیے آئے، دیکھا کہ اسماعیلؑ گھر پر نہیں ہیں، ان کی اہلیہ سے اسماعیل کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگیں وہ روزی روٹی کی تلاش میں باہر گئے ہیں، پھر آپ نے ان کا حال چال دریافت فرمایا، تو کہنے لگیں کہ ہمارا حال نہایت ہی برا ہے۔ ہم بڑے تنگدست اور پریشان حال ہیں، ابراہیمؑ نے کہا جب آپ کے شوہر آجائیں تو انھیں میرا سلام کہنا اور پیغام دینا کہ وہ دروازہ کی چوکھٹ بدل لیں۔ جب اسماعیلؑ آئے تو انھیں (گھر میں) کچھ مانوس سا لگا انھوں نے پوچھا کیا کوئی آیا تھا؟ کہا کہ ہاں ایک بزرگ آئے تھے انہوں نے ہمارے

بارے میں پوچھا! میں نے انہیں بتلایا پھر انہوں نے ہماری زندگی کے بارے میں پوچھا تو میں نے انھیں اپنی تنگدستی اور مشکل حالات کا ماجرا سنایا۔ اسماعیلؑ نے پوچھا کہ کیا انہوں نے کوئی نصیحت کی؟ کہا ہاں! انھوں نے تمہیں سلام کہا ہے اور نصیحت کی کہ تم اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل لینا۔ آپ نے کہا کہ یہ میرے والد تھے، انھوں نے تم سے علاحدگی کی نصیحت کی ہے، اب تم اپنے گھر چلی جاؤ، چنانچہ انہوں نے طلاق دے دی اور دوسری عورت سے شادی کی۔ پھر ایک مدت بعد ابراہیمؑ آئے، اس وقت بھی اسماعیلؑ گھر پر موجود نہیں تھے۔ ان کی اہلیہ سے ابراہیمؑ نے پوچھا اسماعیلؑ کہاں ہیں؟ کہا کہ وہ تلاشِ معاش کے لیے گئے ہیں۔ پھر پوچھا تم لوگ کیسے ہو؟ اس نے کہا ہم بہت اچھے اور خوشحال ہیں۔ پھر اللہ کی تعریف کی۔ پھر پوچھا آپ کا کھانا کیا ہے؟ جواب دیا گوشت۔ پوچھا پینا؟ کہنے لگیں کہ پانی۔ آپؑ نے دعا دی اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت دے۔ نبی ﷺ نے فرمایا اس وقت ان کے پاس تھوڑا بھی اناج نہیں تھا۔ اگر ان کے پاس اناج ہوتا تو آپ علیہ السلام اس میں بھی برکت کی دعا فرماتے۔ مکہ کے علاوہ کسی اور زمین میں صرف گوشت اور پانی پر گزارہ کرنا کافی مشکل ہے۔ ابراہیمؑ نے کہا جب تمھارے شوہر آئیں تو ان سے میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ وہ اپنی چوکھٹ برقرار رکھیں۔ اسماعیلؑ واپس آئے پوچھا کیا کوئی آئے تھے؟ انھوں نے کہا ہاں۔ ایک بڑے خوبصورت بزرگ آئے تھے اور ان کی تعریف کی اور انھوں نے آپ کے متعلق پوچھا پھر ہماری حالت کے بارے میں پوچھا، تو میں نے کہا کہ ہم اچھی حالت میں ہیں اسماعیلؑ نے پوچھا کیا انھوں نے کچھ نصیحت کی؟ کہا ہاں۔ انھوں نے سلام عرض کیا اور کہا کہ تم اپنے دروازہ کی چوکھٹ برقرار رکھو۔ آپ نے کہا کہ یہ میرے والد تھے اور چوکھٹ سے مراد تم ہو، انھوں نے نصیحت کی ہے کہ تمہیں اپنی زوجیت میں برقرار رکھوں۔ پھر اللہ کی مشیت کے مطابق ابراہیمؑ چند دن بعد آئے تو دیکھا کہ اسماعیلؑ زمزم کے پاس ایک بڑے درخت کے سائے میں تیر بنا رہے ہیں۔ جب اسماعیلؑ نے آپؑ کو دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے اور جس طرح ایک بیٹا اپنے باپ کے ساتھ اور باپ اپنے بیٹے کے ساتھ

محبت کا برتاؤ کرتا ہے، ویسا ہی انہوں نے کیا۔ پھر ابراہیمؑ نے اسماعیلؑ سے کہا! اے اسماعیل اللہ نے مجھے ایک حکم دیا ہے، اسماعیلؑ نے کہا آپؐ کے رب نے جو حکم دیا ہے اس کو بجالائیے، پوچھا کیا تم میرا تعاون کروگے؟ کہا جی ضرور! ابراہیمؑ نے ایک اونچے ٹیلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں اللہ کا گھر تعمیر کروں! کہا کہ یہیں سے ان دونوں نے کعبہ کی بنیادوں کو کھڑا کرنا شروع کردیا۔ اسماعیلؑ پتھر لے آتے اور ابراہیمؑ تعمیر کرتے جاتے، جب دیواریں اونچی ہوگئیں تو اسماعیلؑ یہ پتھر لائے جس پر کھڑے ہوکر ابراہیمؑ نے تعمیر فرمائی اور اس دوران وہ دونوں اس کے اطراف گھوم گھوم کر دعا پڑھ رہے تھے: { رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ۖ إِنَّكَ أَنتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ } پروردگار ہم سے تو قبول کرلے تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (البقرہ:١٢٧)

یہ معجزات میں سے ہے کہ زمزم آج تک خشک نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ کے دور ١٩٠٠ قبلِ مسیح سے آج تک یہ برابر جاری ہے تقریباً ٤٠٠٠ سال سے زمزم کا چشمہ بہہ رہا ہے۔

مسجدِ حرام کی ایک نماز دوسری مسجدوں کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے:

- جابر أن رسول الله ﷺ قال: « صلاةٌ في مسجدي أفضل من ألف صلاة فيما سواه إلا المسجد الحرام ، وصلاةٌ في المسجد الحرام أفضل من مائة ألف صلاةٍ فيما سواه » . رواه ابن ماجه (١٤٠٦) ، والإمام أحمد (١٤٦٩٤) ، بإسناد صحيح.

جابرؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد (مسجدِ نبوی) میں ایک نماز، دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے، سوائے مسجد الحرام کے۔ مسجدِ حرام کی ایک نماز دوسری مساجد کی ایک لاکھ نمازوں سے افضل ہے۔

- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رضي الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هَذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ، إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ، وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ صَلَاةٍ فِي هَذَا».

رواه الإمام أحمد (١٦١١٧)، وابن حبان (١٦٢٠). وإسناده صحيح.

عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد الحرام کے، مسجد الحرام کی ایک نماز اس مسجد کی سو نمازوں سے افضل ہے۔

بیت اللہ میں کسی بھی وقت نماز جائز ہے:

بیت اللہ کی خصوصیتوں میں سے ہے کہ وہاں پر نماز کسی بھی وقت ادا کی جا سکتی ہے۔ یہاں کوئی ممنوع وقت نہیں ہے۔ اس کے جواز میں کئی روایات ملتی ہیں:

- عن جبير بن مطعم رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «يا بَني عبدِ مَناف، لا تَمْنَعُوا أحدًا يطوفُ بهذا البيتِ، ويُصلّي أيَّ ساعةٍ شاءَ مِنْ ليلٍ أو نهارٍ».
رواه أبو داود (۱۸۹۴)، والترمذي (۸۶۸)، والنسائي (۲۹۲۴)، وابن ماجه (۱۲۵۴) بإسناد صحيح.
جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنو عبد مناف! تم اس گھر کے طواف اور دن و رات کسی بھی پہر نماز کی ادائیگی سے کسی کو مت روکو۔

- وعن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله ﷺ قال: «يا بَني عبدِ مناف، إن وُلِّيتُمْ هذا الأمرَ، فلا تمنعوا أحدًا طافَ بهذا البيتِ، وصلّى أي ساعةٍ شاءَ ليلًا أو نهارًا». رواه الطحاوي (۳۷۸۲) والطبراني في المعجم الكبير (۱۱/۶۰) بإسناد حسن.
ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنو عبد مناف! اگر تمہیں اس مسجد کی تولیت مل جائے، تو پھر کسی کو بھی اس گھر کے طواف کرنے اور دن و رات کے کسی بھی وقت نماز کی ادائیگی سے مت روکو۔

ان دونوں احادیث میں خطاب بنو عبد مناف سے ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ بیت اللہ اور زمزم کے پانی کی ذمہ داری انہیں کے پاس تھی۔

اس گھر کے طواف سے نہ روکنا:

طواف بیت اللہ کی خصوصیات میں سے ہے اور دن و رات اس کو مباح قرار دینا نبوت کے دلائل میں سے ہے کیونکہ ممنوع اوقات میں طواف اور نماز کی ادائیگی سے روکنا بڑے حرج کا

باعث ہوتا۔ اس حدیث میں ہے ''وَصَلَّى أيّ ساعةٍ شَاءَ'' یعنی جس طرح طواف دن و رات کبھی بھی کیا جاسکتا ہے اسی طرح طواف کے بعد کی دو رکعات بھی کبھی بھی ادا کی جاسکتی ہیں۔

علماء کا موقف ہے کہ نماز کی ادائیگی کے لیے مکروہ اوقات کا جو استثناء ہے وہ یہاں نافذ نہیں ہوگا۔ طواف کی دو رکعتوں پر قیاس کرتے ہوئے باقی نفل نمازیں بھی ممنوع اوقات میں یہاں پر ادا کی جاسکتی ہیں۔ اس مقام کی عظمت ہے کہ مکہ میں دن اور رات کسی بھی پہر نفل نماز ادا کی جاسکتی ہے اور اس کو مکروہ نہیں ٹھہرا سکتے۔ یہ اس کی فضیلت ہے، بہت سارے صحابہ سے ثابت ہے کہ وہ یہاں عصر اور فجر کی فرض نماز کے بعد نفل نماز ادا کرتے تھے۔ جس میں عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن زبیر، حسن اور حسینؓ کے نام ملتے ہیں اور تابعین کی ایک بڑی تعداد بھی اسی کی قائل ہے جس میں امام شافعیؒ، احمدؒ، اسحاقؒ، ابو ثورؒ، اہل الحدیث اور احناف میں سے طحاویؒ ہیں۔

ہاں جو فرائض ہیں اس بابت اہل علم متفق ہیں کہ اس کو غیر اوقات میں ادا نہیں کیا جاسکتا کیونکہ فرمانِ الٰہی ہے: { اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا } [النساء:١]

مشرک مکہ میں داخل نہیں ہوسکتا:

مکہ مکرمہ کی خصوصیتوں میں سے ہے کہ اس میں کوئی بھی مشرک داخل نہیں ہوسکتا، اللہ نے کہا: { يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ } [التوبۃ: ٢٨] ''اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں۔ وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب بھی نہیں آئیں گے''۔ اس آیت کے نزول کے بعد ۹ھ میں، مشرکین کو مسجدِ حرام میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت علیؓ کو یہ آیات دے کر حکم دیا کہ وہ حج میں اس بات کا اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد، کوئی بھی مشرک حج نہیں کرے گا۔ اور اسی طرح عریاں حالت میں بیت اللہ کا طواف نہیں ہوگا۔ یہی رائے سارے علماء کی ہے۔

بعض علماء نے حاکم وقت یا اس کے نائب کی اجازت سے ضرورتاً کسی مشرک کو مسجد حرام میں داخل ہونے کی اجازت دی ہے۔ یہاں ایک بات ملحوظ رہے کہ مسجد حرام سے مراد سارا حرمِ مکی ہے۔

مکہ میں الحاد کا ارادہ بھی حرام ہے:

الحاد کا مطلب سیدھے راستہ سے ہٹ جانا ہے۔ أَلْحَدَ السَّهْمُ عَنِ الْهَدَفِ کہتے ہیں جب تیر نشانہ سے چوک جائے، الحد فلان کا مطلب کسی شخص کا حق کے راستہ سے ہٹ جانا۔ اور اپنی خواہشات کی پیروی کرنا۔ اسی مفہوم میں اللہ کا فرمان ہے: { إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِيٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا } [فصلت:۴۰] اللہ کی آیات میں الحاد کے بہت سارے معانی ہیں: آیات کا انکار کرنا اور تحریف و تبدیل کرنا۔ ابن عباسؓ نے کہا الحاد کا مطلب کفر اور سرکشی ہے۔

حرم میں الحاد کے ارادہ کا مطلب: اس زمین میں ظلم و زیادتی کا ارادہ کرنا، اگر کوئی بھی شخص اس سرزمین میں صرف غلط بات کا ارادہ کرے تو پھر اس پر گناہ ہوگا۔ یہ اس مقدس سرزمین کی خصوصیات میں سے ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کیے بغیر صرف گناہ کی نیت یا ارادہ بھی کرتا ہو تو اس کا عقاب ہوگا۔

حرم میں الحاد کبیرہ گناہ ہے، اللہ نے کہا: { وَمَنْ يُّرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ } [الحج: ۲۵] کہ جو کوئی بھی اس میں الحاد کا ارادہ کرے تو ہم اس کو دردناک عذاب چکھائیں گے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کا اس آیت کے بارے میں قول منقول ہے کہ ''اگر کوئی شخص حرم میں صرف الحاد کا ارادہ کرے اور گرچہ وہ اس کو انجام نہ دے تو بھی اللہ اس کو دردناک عذاب چکھائے گا''۔ یزید بن ہارون کہتے ہیں مجھ سے شعبہ بن حجاج (جو جرح و تعدیل کے امام ہیں وہ کسی بھی روایت کو رفع کرنے سے قبل اچھی طرح چھان بین کر لیتے ہیں اور اسی وقت کسی بھی روایت کو رفع کرتے ہیں جب انھیں اس کا مکمل یقین ہو۔ اس روایت میں ان کے شیخ سدی ہیں جو اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن ابوکریم ہیں وہ مضبوط حافظہ والے نہیں تھے۔ ابو حاتم اور ابو زرعۃ انھیں ''لین الحدیث'' کہتے ہیں اسی وجہ سے شعبہ نے اس روایت کو بیان کرنے سے قبل رفع نہیں کیا، گرچہ کہ حاکم (۲/۲۸۸) میں یزید بن ہارون کے طریق سے روایت کو مرفوعا ذکر کرتے ہوئے اس کو ''صحیح علی شرط مسلم'' کہا ہے۔ سفیان ثوری کی رائے اس کے برعکس ہے وہ سدی سے روایت کرتے ہوئے اس کو موقوف مانتے ہیں۔

حافظ دارقطنیؒ کہتے ہیں کہ یہاں بہتر قول شعبہ کا معلوم ہوتا ہے۔ یعنی وہ سدی سے مرفوع کرتے ہیں گرچہ کہ وہ اس کو مرفوع نہیں سمجھتے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک اور روایت ہے کہ جو بھی شخص برا ارادہ کرے گا تو اس کے خلاف گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔ گرچہ وہ اس کا ارتکاب نہ کرے۔ اگر کسی نے یہاں پر قتل کا ارادہ بھی کیا تو اس کو دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

بعض سلف ذخیرہ اندوزی کو بھی الحاد سمجھتے ہیں۔ آیت میں لفظ "بظلم" سے یہ بات سمجھ آتی ہے کہ اللہ نے جو حرام کیا ہے اس کو حلال کر دینا ہے۔ مثلاً اس شخص پر ظلم کرنا، جس نے ظلم نہ کیا ہو۔ اور اس کو قتل کر دینا جس نے کسی کا قتل نہ کیا ہو۔ مجاہد ظلم کا مطلب بیان کرتے ہیں اس میں (حرم میں) کوئی برا کام کرنا۔

ابن کثیرؒ اس کی تفسیر میں کہتے ہیں: "یہ سارے آثار الحاد کے مختلف عناصر کو واضح کرتے ہیں لیکن یہ عام ہے۔ اس میں اس فعل کی قباحت وشناعت بیان ہے اس لیے جب اصحاب الفیل (ہاتھی والوں) نے بیت اللہ کو تباہ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ نے ان پر ابابیل پرندے بھیجے۔ { تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ ۝٤ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ۝٥ } [الفیل: ٤-٥] یعنی اللہ نے ان کو ہلاک وبرباد کرتے ہوئے ان لوگوں کے لیے نشانِ عبرت بنا دیا جو اس میں غلط ارادہ کا صرف سوچتے بھی ہوں۔

- عن عائشة أم المؤمنين رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رسول الله ﷺ قال: يغزو هذا البيت جَيْشٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِأَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ. رواه الإمام البخاري (٢١١٨)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک لشکر بیت اللہ پر چڑھائی کرنے کے ارادہ سے نکلے گا جب وہ مقامِ بیداء کو پہنچے گا تو ان کے اگلوں اور پچھلوں سب کو دھنسا دیا جائے گا۔

- وعن ابن عباس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أن النبي ﷺ قال: أبغضُ النَّاسِ إلى الله ثلاثةٌ، مُلْحِدٌ في الحرمِ، ومُبْتَغٍ في الإسلام سنةَ الجاهلية، ومُطَّلِبُ دمِ امْرِئٍ بِغَيرِ حَقٍّ ليُهْرِيقَ دَمَه. رواه البخاري (٦٨٨٢)

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک تین قسم کے افراد بڑے ہی ناپسندیدہ ہیں: (١)حرم میں زیادتی کرنے والا،(٢)مسلمان رہتے ہوئے جاہلیت کے طریقوں پر چلنے کا آرزومند اور(٣) جو ناحق خون بہانے کے لئے کسی کے پیچھے پڑ جائے۔

آپ ﷺ کا فرمان: "مُلْحِدٌ في الحرم "حرم میں زیادتی کرنے والا بہت بڑے گناہ کا مرتکب ہے اور بیت اللہ میں حرام کردہ شئے کو حلال کر دینا کبائر میں سے ہے۔

- عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن النبي ﷺ خطب يوم فتح مكة. فقال: «أَلاَ وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي، أَلَا وَإِنَّمَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِي هَذِهِ حَرَامٌ لَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يَلْتَقِطُ سَاقِطَتَهَا إِلَّا مُنْشِدٌ، وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، إِمَّا يُودَى، وَإِمَّا يُقَادُ. فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ: أَبُو شَاهٍ، فَقَالَ: اكْتُبْ لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ» ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ، فَإِنَّمَا نَجْعَلُهُ فِي بُيُوتِنَا وَقُبُورِنَا. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِلَّا الْإِذْخِرَ». رواه البخاري (٦٨٨٠)

ابوہریرۃؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لوگو! حرم میں قتل وغارت گری و لڑائی اور جنگ وجدال نہ پہلے حلال تھا اور نہ ہی میرے بعد حلال ہوگا۔ میرے لیے دن کے کچھ حصہ میں یہ حلال ہوا تھا، یاد رکھو! ابھی اس وقت یہ حرام ہے اس سرزمین میں کانٹا نکالنا یا درخت جھاڑنا حرام ہے، کوئی گری پڑی چیز صرف وہی اٹھا سکتا ہے جو اس کے اعلان کا ارادہ رکھتا ہو، جس کسی کا قریبی یا عزیز قتل کر دیا تو جائے تو اس کے پاس دو اختیار ہیں یا تو قصاص لے لے یا پھر اس کو بدلہ میں قتل کر دے، اسی دوران یمن کے ابوشاہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے یہ باتیں لکھوا دیجئے، آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ابوشاہ کے لیے یہ باتیں لکھ دو، قریش کے ایک آدمی نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا "إِذْخِرَ" گھاس بھی اکھیڑنا حرام ہے کیونکہ ہم

اپنے گھر بنانے یا قبر میں اس کا استعمال کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے ''إِذْخِرَ'' گھاس کی اجازت ہے۔

- وعن جابر بن عبدالله رضی الله عنه قال: سمعتُ النبي ﷺ يقول: «لاَ يَحِلُّ لأَحَدِكُمْ أَنْ يَحْمِلَ بِمَكَّةَ السِّلاَحَ». رواه مسلم (١٣٥٦: ٤٤٩)

جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا کہ تم میں سے کوئی بھی مکہ میں ہتھیار لے کر نہ آئے۔

یہاں پر ہتھیار لے جانے سے جو ممانعت کی گئی ہے وہ بلا ضرورت کے ہے۔ کیونکہ اس سے حجاج، معتمرین اور زائرین میں ایک قسم کا خوف اور دہشت پیدا ہوتی ہے۔ ہاں ضرورتاً جیسے امن کے قیام کے لیے، حجاج معتمرین اور زائرین کی حفاظت کے لیے ہتھیار رکھنا جائز ہے۔ جمہور علماء پولیس اور فوجیوں کے لیے ہتھیار رکھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے عمرة القضاء کے سال اپنے قیام میں ہتھیار رکھا تھا، فتح مکہ کے موقع پر تو جنگ کے لیے آپ ﷺ اور صحابہ اپنے پاس ہتھیار رکھے ہوئے تھے۔

حبِ مکہ نبی ﷺ کے نزدیک

اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام مکہ سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے اور وہ وہاں سے مجبور ہو کر نکالے گئے تھے۔

- قالت عائشة: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ: يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ ... وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ وَيَقُولُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً ... بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ... وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ. متفق عليه: رواه البخاري (٣٩٢٦)، ومسلم (١٣٧٦)

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ آئے تو ابوبکر و بلال رضی اللہ عنہما بیمار پڑ گئے، وہ کہتی ہیں میں ان کی عیادت کے لیے گئی اور پوچھا ابو آپ کیسے ہیں؟ بلال کیسے ہو آپ؟ وہ کہتی ہیں کہ جب ابوبکرؓ کو بخار لاحق ہوتا تو وہ یہ شعر پڑھتے:

ہر شخص کو اپنے اہل خانہ میں صباح الخیر کہا جاتا ہے جب کہ موت اس کی جوتی کے تسمہ سے زیادہ قریب ہے۔

اور بلالؓ کا بخار جب اترتا تو وہ ان اشعار کو پڑھتے:

کاش کہ میں ایک رات وادی (مکہ) میں گذار لیتا، میرے اطراف واکناف میں اذخر (گھاس) اور جلیل ہوتے، کاش مجھے ایسا موقع مل جائے کہ میں مجنۃ نامی مقام پر پانی کے لیے جاؤں اور شامہ وطفیل کی پہاڑیوں کو دیکھ سکوں۔

عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں رسول ﷺ کے پاس واپس آئی اور یہ سب باتیں سنائیں تو رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ مکہ جتنی محبت، بلکہ اس سے زیادہ محبت ہمارے دلوں میں مدینہ کی ڈال دے۔ یہاں کی آب وہوا میں صحت دے اور مدینہ کے صاع ومد میں ہمارے لیے برکت عطا فرما اور یہاں کا بخار جحفہ منتقل کر دے۔

- وفي رواية عنها: قالت: قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ وَهِيَ وَبِيئَةٌ فَاشْتَكَى أَبُو بَكْرٍ وَاشْتَكَى بِلَالٌ فَلَمَّا رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَكْوَى أَصْحَابِهِ قَالَ «اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَحَوِّلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ». متفق عليه: رواه البخاري (٦٣٧٢)، ومسلم (١٣٧٦: ٤٨٠).

ایک اور روایت انہیں سے مروی ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ ہم جب مدینہ پہنچے تو وہاں وباتھی جس کا شکار ابوبکرؓ اور بلالؓ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب صحابہ کو اس کی زد میں آتے دیکھا، تو دعا فرمائی اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت، مکہ کی طرح یا اس سے زیادہ کر دے اور

مدینہ کے صاع و مد میں ہمارے لیے برکت عطا فرما! یہاں کا بخار جحفہ بھیج دے۔

جحفة: یہ مدینہ و مکہ کے مابین واقع ایک علاقہ ہے اور یہ اہلِ مصر و شام کا میقات ہے۔

کہتے ہیں کہ اس وقت وہاں کے سکان میں اکثریت یہود اور ان کے حلیف عربی قبائل کی تھی، یہ لوگ مسلمانوں اور اسلام کے سخت دشمن تھے ابن حبان اور خطابی وغیرہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔ گرچہ بہت سارے مؤرخین اور سیرت نگاروں نے اس کا تذکرہ نہیں کیا لیکن کسی شئے کا عدمِ ذکر اس کے عدمِ وجود کی دلیل نہیں ہوتی۔

یہ حدیث آپ ﷺ کی رسالت و نبوت کی نشانیوں میں سے ہے کیونکہ اس کے بعد سے لوگ جحفہ سے گریز کرتے ہیں اور جو کوئی وہاں کا پانی پیتا ہے، وہ بخار کا شکار ہوجاتا ہے جیسا کہ امام نووی نے مسلم کی شرح میں لکھا ہے۔

- **وعن عبد الله بن عمر** رضي الله عنهما **أن النبي** ﷺ **قال: رَأَيْتُ كَأَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى قَامَتْ بِمَهْيَعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَأَوَّلْتُ أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَيْهَا.** رواه البخاري في صحيحه (۷۰۳۸)

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ ایک کالی کلوٹی پراگندہ بالوں والی عورت مدینہ سے نکل کر مہیعہ گئی جو جحفہ ہے میں اس کی تاویل وباء کے مدینہ سے جحفہ منتقل ہونے کی کرتا ہوں۔

- **وعن عبدالله بن عدي بن الحمراء الزهري** رضي الله عنه، **أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ** ﷺ **وَهُوَ وَاقِفٌ بِالْحَزْوَرَةِ فِي سُوقِ مَكَّةَ: «وَاللهِ إِنَّكِ لَخَيْرُ أَرْضِ اللهِ، وَأَحَبُّ أَرْضِ اللهِ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَوْلَا أَنِّي أُخْرِجْتُ مِنْكِ مَا خَرَجْتُ».** رواه الترمذي (۳۹۲۰)، وابن ماجه (۳۱۰۸)، والإمام أحمد (۱۸۷۱۵). بإسناد صحيح.

عبداللہ بن عدی بن حمراءؓ الزہری کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مکہ کے بازار میں حزورۃ پہ کھڑے فرماتے سنا، کہ اللہ کی قسم تو سب سے بہترین سرزمین ہے اور اللہ کے نزدیک محبوب ترین۔ اگر مجھ کو یہاں سے نہیں نکالا جاتا تو میں کبھی نہیں نکلتا۔

- **وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ** رضي الله عنهما، **قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ** ﷺ **لِمَكَّةَ: «مَا أَطْيَبَكِ مِنْ**

بَلَدٍ، وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُونِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ».
رواه الترمذي (٣٩٢٦) بإسناد حسن
ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ تو بڑا ہی پاکیزہ شہر ہے، اور میرے نزدیک پسندیدہ۔ اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں کہیں نہیں جاتا۔

- وعَنْ أَبِي قَتَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ تَوَضَّأَ، ثُمَّ صَلَّى بِأَرْضِ سَعْدٍ بِأَصْلِ الْحَرَّةِ عِنْدَ بُيُوتِ السُّقْيَا، ثُمَّ قَالَ: «اللهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَكَ وَعَبْدَكَ وَنَبِيَّكَ دَعَاكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَأَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَرَسُولُكَ أَدْعُوكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ مِثْلَ مَا دَعَاكَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ، نَدْعُوكَ أَنْ تُبَارِكَ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ وَثِمَارِهِمْ . اللهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ، وَاجْعَلْ مَا بِهَا مِنْ وَبَاءٍ بِخُمٍّ. اللهُمَّ إِنِّي قَدْ حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَمَا حَرَّمْتَ عَلَى لِسَانِ إِبْرَاهِيمَ الْحَرَمَ». رواه أحمد (٢٢٦٣٠) وإسناده صحيح

ابو قتادہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا، پھر سقیا کے گھروں کے پاس، اصل حرۃ میں سعد کی زمین پر نماز ادا کی پھر کہا ”اے اللہ ابراہیمؑ جو تیرے خلیل، بندے اور نبی ہیں، انہوں نے مکہ والوں کے لیے دعا فرمائی۔ میں محمد تیرا بندہ، تیرا نبی اور تیرا رسول ہوں۔ میں اسی طرح مدینہ والوں کے لیے دعا مانگتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ والوں کے لیے دعا مانگی تھی، ہم دعا گو ہیں کہ تو مدینہ والوں کے صاع و مد اور پھلوں میں برکت نازل فرما۔ ہمارے نزدیک مدینہ کو اسی طرح محبوب بنادے جس طرح مکہ ہے۔ اے اللہ یہاں جو وباء ہے اس کو ختم کردے، اے اللہ میں، ان دو پہاڑیوں کے مابین کی جگہ کو حرمت والی بناتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے حرم کو حرمت والا بنایا تھا“۔

- وعن أبي ذر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عن النبي ﷺ قال: «إِنَّ أَحَبَّ البِلَادِ إِلَى اللهِ البَلَدُ الحَرَامُ». رواه ابن أبي خيثمة في تاريخه (٢٨) بإسناد صحيح

حضرت ابوذرؓ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین شہر بلد حرام ہے۔

فضائل مدینہ نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ نے مدینہ کو بہت ساری خصوصیتوں سے نوازا ہے۔اور اس کی حیثیت بہت سارے شہروں سے ممتاز ہے،مکہ مکرمہ کے بعد یہ روئے زمین کا افضل ترین علاقہ ہے،یہ مہبطِ وحی ہے اور مسلمانون کا اولین مرکز ہے،جہاں مہاجرین وانصار ملے تھے۔

مدینہ منورہ کے نام:

مؤرخین نے مدینہ کے ۹۰ سے زائد نام گنائے ہیں،جوکہ اس کی فضیلت اور اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں جیساکہ مقولہ ہے ”کثرت اسماء موسوم کی فضیلت پر دال ہے“۔ہر ایک نام کی اپنی جگہ پر فضیلت ہے،اس کے مشہور ناموں کا تذکرہ آنے والی سطروں میں ملے گا۔

«المدينة»

قرآن میں یہ نام مذکورہ جگہوں پر آیا ہے:

- { وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ } [التوبة:۱۰۱]

ایک اور جگہ: { لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ } [الاحزاب:۶۰]

- { يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ } [المنافقون:۸]

مدینہ کے مشہور نام جو صحیح روایات میں مروی ہیں:

«طابة»

- عن جابر بن سمرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: «إِنَّ اللهَ تعالى سمَّى المدينةَ طابةَ». رواه مسلم (۱۳۸۵: ۴۹۱).

جابر بن سمرةؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ اللہ نے مدینہ کا نام

طابہ رکھا ہے۔

«طيبة»

- عن فاطمة بنت قيس رَضِيَ اللَّهُ عَنهَا أن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال: «هَذِهِ طَيْبَةُ، هَذِهِ طَيْبَةُ، هَذِهِ طَيْبَةُ». يعني المدينةَ الحديث. رواه مسلم (۲۹۴۲: ۱۱۹)

فاطمہ بنت قیسؓ کہتی ہیں کہ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: "یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے"۔ یعنی مدینہ۔

- وعن عبد الله بن جعفر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سمّى المدينةَ طيبةَ.

رواه البخاري في التاريخ الكبير (۱۴۶/۲) بإسناد حسن

عبداللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مدینہ کا نام طیبہ رکھا۔

وجہ تسمیہ (نام کی وجہ):

ہجرت نبوی سے قبل یہود اور عرب اس شہر کو یثرب کے نام سے پکارتے تھے جس کا مطلب زجر وتوبیخ اور ملامت ہے۔ ہجرتِ نبوی سے قبل، یثرب کے مکین عرب اور یہود تھے۔ اور ان کے مابین لڑائیاں وجنگیں چلتی رہتی تھیں اور وہ ایک دوسرے کی زجر وتوبیخ کرتے اور ایک دوسرے پر ملامت بھیجتے۔ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس برے نام کو اچھے سے بدل دیا اور اس کو بہت سارے اچھے نام "مدینہ، طابہ" اور "طیبہ" دیئے۔

اصل باشندگانِ مدینہ:

مدینہ کے اصل باشندے عرب ہیں۔ اوس وخزرج تو سیلابِ عرم کے بعد یمن چھوڑآئے تھے۔ جس کا تذکرہ قرآنِ مجید میں بھی وارد ہے: { فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ } [سورة السبا: ۱۶] پھر انہوں نے منہ موڑ لیا تو ہم نے بھیجا ان پر سیلاب بند سے۔

عرم ایک بند (ڈیم) کا نام ہے، جب یہ ٹوٹ گیا تو سیلاب امنڈ آیا جس کی زد میں آکر کافی سارے لوگ مارے گئے اور جو بچ گئے وہ غذا اور پانی کی تلاش میں ادھر ادھر ہجرت کر گئے، انہیں میں سے ایک جماعت یثرب پہنچی اور یہاں بس گئی۔ یہ تقریباً ۵۴۲ھ کی بات ہے یعنی نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کی ولادت سے ستر سال قبل کا واقعہ ہے۔

یہود آخری نبی ﷺ کی بعثت کی خبر سن کر ملکِ شام سے نکل آئے تھے اور انہیں اس شہر کی طرف ہجرت کرنی تھی جہاں کھجور کے باغات ہوں، چنانچہ چند لوگ تیماء پہنچ گئے کیونکہ وہاں بھی کھجور کے باغات تھے۔ اور چند لوگ خیبر میں بس گئے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ آپ کی بعثت وہیں ہوگی۔ یہود کی اکثریت جن میں ان کے شرفاء کا طبقہ بھی شامل تھا جب یثرب پہنچے تو دیکھا کہ یہاں بھی کھجور کے باغات، حرۃ اور سنجہ ہیں، تو انہیں یہ یقین ہو چلا کہ یہی وہ شہر ہے جہاں نبی آخر الزماں ﷺ آئیں گے چنانچہ انھوں نے وہاں اپنا ٹھکانہ بنالیا۔

یہ لوگ عربوں سے تقریبًا پچاس سال بعد پہنچے کیونکہ ان کی رومیوں سے لڑائی چل رہی تھی۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ عرب ہی مدینہ کے اصل باشندے ہیں۔ ساتھ ہی مدینہ کے اس وقت کے عربی نام یثرب سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے اصل اور اولین باشندگان عرب ہیں۔

یہود صنعت و حرفت سے جڑے ہوئے تھے، انہوں نے مدینہ کی سرزمین میں کاشتکاری شروع کردی جس کی وجہ سے وہاں کا معاشی نظام ان کے ہاتھوں میں آگیا، ان لوگوں نے وہاں پر محلات اور قلعے تعمیر کر کے خود کو محفوظ کرلیا اور اس کے بعد انہوں نے آخری نبی ﷺ کو لے کر اپنے پڑوسی عربوں کو پریشان کرنا شروع کردیا۔ ان کے گھر عوالی مدینہ میں تھے جو قباء کی طرف پڑتا ہے۔ اس کی تصویر استاذ عبدالقدوس انصاری اپنی کتاب آثار المدینۃ میں یوں کھینچتے ہیں ”قباء میں وسیع وعریض اور خوبصورت باغات تھے۔ اس کی ہوا بڑی ہی نفیس تھی، جس کی وجہ سے اس کی خوبصورتی اور فضا میں چار چاند لگ گئے تھے۔ اور یہ علاقہ مدینہ کے قریب پڑتا تھا“۔ (غوطۃ المدینۃ) اور یہ بالکل غوطۃ دمشق کی طرح ہے۔ وہاں کے مناظر کی طرح یہاں کے مناظر بھی تھے۔ یہاں کی ہوا، وہاں کی ہوا کی یاد دلاتی تھی، ہر چیز اس انداز میں مرتب تھی کہ اس کی تصویر گویا خوبصورت غوطۃ دمشق کی تصویر ہو۔ (آثار المدینہ المنورۃ: ۱۶۴)

جب یہود کو یہ پتہ چلا کہ نبی آخر الزماں ﷺ کا تعلق بنو اسماعیلؑ سے ہے تو انہوں نے آپ ﷺ کی نبوت کا انکار کردیا۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ نبی منتظر کی جو صفات اور خصوصیات ان کی کتاب میں بیان ہیں، وہ آپ ﷺ کے اندر بدرجہ اتم موجود ہیں، قرآن نے کہا:

{ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾ } [البقرة۱۴۶] جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے، وہ ان پیغمبر (پیغمبر آخرالزماں) کو اس طرح پہنچاتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔ مگر ایک فریق ان میں سے سچی بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے۔

مدینہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات:

مدینہ منورہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت ساری حیثیتوں سے ممتاز کیا ہے جن میں سے چند کا تذکرہ درج ذیل ہے:

اللہ نے مدینہ کو طاعون اور دجال کے فتنہ سے محفوظ کر رکھا ہے۔

مدینہ منورہ کی خصوصیتوں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ وہاں پر وباء اور دجال کو داخل ہونے نہیں دے گا۔

- عن أبي بكرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ». رواه البخاري (۱۸۷۹)

ابوبکرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ شہرِ مدینہ میں دجال کا رعب داخل نہیں ہوگا اور وہ جس دن مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش کرے گا اس دن مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازہ پر دو فرشتے مامور ہوں گے۔

رعب کا مطلب وہ گھبراہٹ اور خوف ہے، جو اس کے تذکرہ سے اور اس کی نافرمانی سے لاحق ہوتا ہے۔

- وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ». متفق عليه: رواه البخاري (۱۸۸۰)، ومسلم (۴۸۵: ۱۳۷۹).

ابوہریرۃؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہیں چنانچہ یہاں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتے۔

یہ روایت آپ ﷺ کی نبوت کی نشانیوں میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کہاکہ یہاں طاعون داخل نہیں ہوگا۔اس کی تصدیق کرنا لازم ہے۔ اور امرواقعہ بھی ہے کہ طاعون آج تک مدینہ میں داخل نہیں ہوا۔ حالانکہ شام وغیرہ کا علاقہ اس کی لپیٹ میں آچکا ہے جو مدینہ سے پاس ہی میں ہے۔

نبی ﷺ نے مدینہ کے لئے دعافرمائی ہے:

اللہ کے نبی ﷺ نے مدینہ کے لیے بالعموم اور بالخصوص دعائیں فرمائی ہیں:

أ- عام دعاؤں میں سے: «اللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ». متفق عليه: البخاري (١٨٨٥)، ومسلم (١٣٦٩: ٤٦٦) اے اللہ مکہ میں جو برکت عطافرمائی ہے اس سے دگنی برکت مدینہ میں عطافرما۔

اس دعا کا سبب آگے کے صفحات میں آئے گا۔

ب- خاص دعاؤں میں سے: مدینہ کے صاع اور مد میں برکت کی دعا اور وہاں کی وباء کو جحفہ منتقل کرنے کی دعائیں ہیں۔

ایمان کا سمٹ جانا:

نبی ﷺ نے پیشن گوئی کی ہے کہ ایمان سمٹ کر مدینہ میں چلاآئے گا۔ یہ مدینہ کی وہ خصوصیت ہے جو کسی اور شہر کو حاصل نہیں۔

- عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: «إنَّ الإيمانَ ليأرزُ إلى المدينةِ كما تأرِزُ الحيَّةُ إلى جُحْرِهَا». متفق عليه: البخاري (١٨٧٦) ومسلم (١٤٧)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایاایمان مدینہ میں بالکل اسی طرح سمٹ جائے گا جس طرح سانپ اپنے بل میں سمٹ جاتا ہے۔

مدینہ میں ایمان کے سمٹنے کا مطلب:

اس جملہ کا مطلب عہدِ نبوی ﷺ میں یہ ہوگا کہ جو لوگ ایمان لے آئے انھوں نے رسول

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ملاقات کے لیے، دیدار اور صحبت کے لیے ہجرت کی۔

نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات کے بعد عہدِ صحابہ میں اس جملہ کا مطلب صحابہ سے ملاقات کرنے اور علم کے حصول کے لیے لوگوں نے ہجرت کی۔

مدینہ کی طرف لوگوں کا سفر دو مقاصد کے لیے ہوتا ہے علم کے لیے یا پھر مسجد نبوی میں نماز ادا کرنے کے لیے کیونکہ مسجد نبوی کا شمار ان تین مساجد میں ہوتا ہے جس کے سفر کی اجازت ہے۔

اس روایت سے بعض علماء، اہل مدینہ کے مسلک کو صحیح ٹھہراتے ہیں۔ اور ان کے علم ودلیل کو حجت مانتے ہیں۔ ضروری ہے کہ اس کو عہد نبوی اور عہدِ خلفائے راشدین تک محدود رکھا جائے۔ فتنوں کے ظہور اور صحابہ کی ادھر ادھر منتقلی، خصوصی طور پر دوسری ہجری کے بعد اس کو حجت نہیں مان سکتے۔ رہی بات، زیارتِ مدینہ اور مسجدِ نبوی میں نماز ادا کرنا یہ تاقیامت چلتا رہے گا۔

اہلِ مدینہ میں دہشت پیدا کرنے کی سخت ممانعت:

- حديث السَّائِبِ بْنِ خَلَّادٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ ظَالِمًا أَخَافَهُ اللَّهُ وَكَانَتْ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ». رواه أحمد (١٦٥٦٥) بإسناد صحيح.

سائب بن خلادؓ کی روایت ہے کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا جو ناحق اہل مدینہ کو ڈرائے گا اور تکلیف میں مبتلا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے اندر دہشت پیدا کرے گا۔ اور اس پر اللہ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے فرائض ونوافل قبول نہیں کرے گا۔

- وحديث جابر بن عبدالله رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قال: قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَرْفًا وَلا عَدْلاً، مَنْ أَخَافَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ فقد أخاف مَا بينَ هاتين» يَعْنِي قَلْبَهُ.

رواه ابن أبي شيبة (٣٣٠٩٤) بإسناد حسن

جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: جو اہل مدینہ میں دہشت پیدا

کرے گا، اس پر اللہ، فرشتوں اور ساری انسانیت کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے فرائض اور نوافل کو قبول نہیں کرے گا، جو اہل مدینہ میں دہشت پیدا کرتا ہے دراصل وہ ان دونوں کے مابین (یعنی اپنے دل) میں دہشت پیدا کرتا ہے۔

- وحديث سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: « مَنْ أَرَادَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللّٰهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ ». متفق عليه: رواه البخاري (١٨٧٧)، ومسلم (١٣٨٧: ٤٩٤)، وهذا لفظ مسلم، وهو عند البخاري بلفظ: «لَا يَكِيدُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ أَحَدٌ إِلَّا انْمَاعَ كَمَا يَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ».

سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اہلِ مدینہ کے خلاف برا ارادہ کرے گا، اللہ اس کو پانی میں نمک کے گھلنے کی طرح گھلا دے گا۔ یہ مسلم کے الفاظ ہیں، بخاری کے الفاظ یوں ہیں: ”جو کوئی اہل مدینہ کے ساتھ چال چلے گا وہ اس طرح گھل جائے گا جس طرح نمک میں گھل جاتا ہے۔“

- وفي رواية عند مسلم (١٣٦٣: ٦٠٠): « وَلَا يُرِيدُ أَحَدٌ أَهْلَ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ إِلَّا أَذَابَهُ اللّٰهُ فِي النَّارِ ذَوْبَ الرَّصَاصِ أَوْ ذَوْبَ الْمِلْحِ فِي الْمَاءِ ».

”جو کوئی اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا تو اس کو اللہ ویسے ہی آگ میں گھلائے گا جس طرح لیڈ (یا) نمک پانی میں گھل جاتی ہیں“۔

آگ میں گھلانے کا واقعہ گرچہ قیامت سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کو دنیا میں عذاب نہیں ہوگا۔ بعض نے کہا کہ یہ صرف عہد نبوی ساتھ خاص ہے کیونکہ اس دور میں منافقین مسلمانوں کو تکلیف دیا کرتے تھے، درست بات یہ ہے کہ یہ عتاب ہر زمانہ کو شامل ہے۔

- وحديث سعد بن أبي وقاص وأبي هريرة رضي الله عنهما قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ فِي مَدِينَتِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ، وَبَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ، اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ، وَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ سَأَلَكَ لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَإِنِّي أَسْأَلُكَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ كَمَا سَأَلَكَ

إِبْرَاهِيمُ لِأَهْلِ مَكَّةَ، وَمِثْلَهُ مَعَهُ، إِنَّ الْمَدِينَةَ مُشَبَّكَةٌ بِالْمَلَائِكَةِ، عَلَى كُلِّ نَقْبٍ مِنْهَا مَلَكَانِ يَحْرُسَانِهَا، لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ، مَنْ أَرَادَهَا بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللَّهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ». رواه أحمد (۱۵۹۳) وإسناده حسن

سعد بن ابی وقاصؓ اور ابوہریرۃؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! اہل مدینہ کو ان کے شہر میں برکت دے، ان کے صاع میں برکت دے، ان کے مد میں برکت دے۔ اے اللہ! ابراہیمؑ تیرے بندے اور تیرے خلیل ہیں، اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں۔ ابراہیمؑ نے اہل مکہ کے لیے دعا کی تھی، میں اہلِ مدینہ کے لیے تجھ سے اسی طرح بلکہ اس سے زائد کی دعا مانگتا ہوں۔ (پھر کہا) مدینہ میں فرشتوں کا جال ہے، مدینہ کے ہر نکڑ اور ہر دروازے پر دو فرشتے اس کی حفاظت کے لئے مامور ہیں۔ اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہوسکتے، جو کوئی اس شہر میں برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ اس کو اسی طرح گھلادے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے۔

- وحديث أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال أبو القاسم ﷺ: «مَنْ أَرَادَ أَهْلَ هٰذِهِ الْمَدِينَةِ بِسُوءٍ أَذَابَهُ اللَّهُ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ». رواه مسلم (۱۳۶۸: ۴۹۲)

ابوہریرۃؓ کی روایت ہے کہ ابوالقاسم ﷺ کہتے ہیں کہ جو کوئی اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ اس کو اسی طرح گھلا دیتا ہے جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

قوله: "كما يذوبُ الملحُ في الماءِ" اگر اس حدیث کو دنیا پر محمول کریں، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں اگر کوئی اہل مدینہ کے ساتھ برا ارادہ کرے تو اس کو مہلت نہیں ملے گی، اس پر بلائیں اور پریشانیاں ڈال دی جائیں گی۔ لیکن امام احمدؒ کہتے ہیں کہ یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ اس میں ''ناحق'' کی قید ضروری ہے، جس کا ذکر سائب بن خلاد کی روایت میں ہے۔

ان روایات میں ان باغیوں اور فسادیوں کے لیے شدید وعید ہے جو اہل مدینہ کے سکون کو غارت کرتے ہوئے انہیں دہشت میں مبتلا کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ انہیں نہ صرف اللہ اور ملائکہ کی لعنت سے دوچار ہونا پڑتا ہے بلکہ ساری انسانیت کی لعنت انہیں پہنچتی ہے۔

پچھلی حکومتوں اور ہماری حکومتِ راشدہ نے شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ سے امن وامان کی جو فضا بنائی ہے، اس کا اعتراف بہت سارے لوگوں نے کیا ہے۔ بلکہ بعض عالمی مجلّات اور رسائل میں، میں نے پڑھا ہے کہ بعض ممالک کی پارلیمینٹوں نے جرائم اور قصاص سے نپٹنے اور امن وامان بحال کرنے کے لئے شریعتِ اسلامی کے نفاذ کا مطالبہ کیا ہے۔

مدینہ منورہ کے بعض اہم اور مشہور مقامات کی فضیلت واہمیت:

مدینہ منورہ کی سب سے امتیازی صفت یہاں پر مسجد الرسول ﷺ، روضہ شریفہ، مسجد قباء، احد پہاڑ، وادی عقیق اور بہت سارے مشہور مقامات کا پایا جانا ہے، جن کی فضیلت کے بارے میں بہت ساری روایات ہیں۔

مسجدِ نبوی ﷺ:

یہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے جس کی بنیاد تقوی پر ہے۔ یہ اسلام کا مرکز ہے، یہ ان تین مساجد میں سے ہے جن کا سفر جائز ہے۔ اس میں نماز کی ادائیگی کا ثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔ جس کی بابت بہت ساری روایات گذر چکی ہیں اور چند روایات آنے والی سطروں میں مذکور ہیں۔

- عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِهِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى؟ قَالَ: فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصْبَاءَ. فَضَرَبَ بِهِ الْأَرْضَ. ثُمَّ قَالَ: «هُوَ مَسْجِدُكُمْ هَذَا» لِمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ. رواه مسلم (۱۳۹۸: ۵۱۴)

ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ آپ ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی کے گھر موجود تھے (وہ کہتے ہیں کہ) میں آپ کے پاس گیا، اور پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کس مسجد کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لیں اور انھیں زمین پر دے مارا، اور کہا کہ یہ تمھاری مسجد ہے۔ یعنی مسجدِ مدینہ۔

مسجدِ نبوی کی فضیلتوں میں سے:

روضہ اطہر:

روضۂ شریفہ کی فضیلت کے بارے میں صحیح احادیث وارد ہیں۔

- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْمَازِنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ». متفق عليه: البخاري (١١٩٥)، ومسلم (١٣٩٠:٥٠٠)

عبداللہ بن زید مازنیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے اس گھر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک ہے۔

- وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي». متفق عليه: رواه البخاري (١١٨٨، ١١٩٦)، ومسلم (١٣٩١: ٥٠٢)

ابو ہریرةؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر حوض (کوثر) پر ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ۳۲۳۱۶ میں ابو ہریرةؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری قبر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغات میں سے ہے اور میرا منبر حوضِ کوثر پر ہے۔

اس روایت میں قبر کا جو لفظ وارد ہے وہ دراصل راویوں میں سے کسی راوی کا اضافہ ہے نہ کہ نبی ﷺ کے الفاظ کیونکہ اس وقت قبر موجود نہیں تھی۔ اسی طرح قبر کے بارے میں بہت ساری روایات عمرؓ، ابن عمرؓ، ابو سعید خدریؓ، سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہ سے مروی ہیں جن میں سے چند صحیح اور چند ضعیف ہیں، لیکن ہر ایک کا مفہوم اور معنی اسی سے ملتا جلتا ہے۔

- وعن أبي هريرة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قال: قال رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنْبَرِي عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تُرَعِ الْجَنَّةِ، وَمَا بَيْنَ مِنْبَرِي وَحُجْرَتِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ».

رواه الإمام أحمد (٩٣٣٨)

ابو ہریرةؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا منبر جنت کی نہروں میں سے ایک

نہر پر ہے، میرے منبر اور میرے کمرہ کے مابین کا حصہ جنت کے باغات میں سے ہے۔

- وعن أم سلمة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: «مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَقَوَائِمُ مِنْبَرِي رَوَاتِبُ فِي الْجَنَّةِ». رواه النسائي (٦٩٦) وأحمد (٢٦٤٧٦)، والطبراني في الكبير (٢٣/٢٥٥)

ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور منبر کے مابین کا حصہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور میرے منبر کے پائے جنت میں پیوست ہیں۔

- عن أبي حازم، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: «مِنْبَرِي عَلَى تُرْعَةٍ مِنْ تِرَعِ الْجَنَّةِ» فَقُلْتُ لَهُ: مَا التُّرْعَةُ يَا أَبَا الْعَبَّاسِ؟ قَالَ: الْبَابُ. رواه الإمام أحمد (٢٢٨٤١)

ابو حازم، سہل بن سعدؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا منبر جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ پر ہے۔ میں نے پوچھا کہ اے ابو عباسؓ ترعۃ کا کیا مطلب ہے؟ کہا دروازہ۔

احادیث میں منبر اور گھر کے مابین کے حصہ کو جنت کے باغات میں سے ایک باغ قرار دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس حصہ کو بعینہ روزِ قیامت جنت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ ابھی یہ جنت کا حصہ نہیں ہے کیونکہ جنت کی ایک صفت بتائی گئی ہے کہ اس میں نہ پیاس لگے گی اور نہ ہی بھوک {اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى} [طه:١١٨]

اس کی وضاحت یوں کی جاسکتی ہے اس حصہ میں ادا کی گئی نمازیں، ورد کئے گئے ذکر و تسبیحات، پڑھے گئے تحمیدات اور تکبیرات، کی گئی دعائیں جنت میں لے جانے کا باعث ہوں گی۔ یہ بالکل عربی زبان کی ویسی ہی تعبیر ہے، جب کوئی دن اچھا ہوتا ہے تو کہتے ہیں: ''ھذا من ایام الجنة'' کہ یہ جنت کا دن ہے، اس سلسلہ میں مزید تفصیلات فتح الباری میں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ (۴:۱۰۰)

ایک ضعیف اثر مرفوع ہے کہ جس کسی بندہ کو جنت کے باغات میں سے کسی باغ میں نماز کی ادائیگی سے خوشی ملتی ہو تو وہ میرے منبر اور قبر کے مابین کے حصہ میں ادا کرے۔

نبی ﷺ اور صاحبین کے قبروں کی فضیلت:

یہاں پر اس کی اہمیت ہم مندرجہ ذیل نکات سے سمجھ سکتے ہیں:

نکتہ اولیٰ: آپ ﷺ کی تدفین حضرت عائشہؓ کے کمرہ میں ہوئی جو مسجد نبوی کے مشرقی سمت میں ہے۔

- عن عائشة رضي الله عنها قالت: **تَوَفِّي النَّبِيُّ ﷺ فِي بَيْتِي، وفي نوبتي، وبين سَحْري ونَحْري.** متفق عليه: البخاري (۳۱۰۰)، مسلم (۲۴۴۳: ۸۴) واللفظ للبخاري

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ میری باری کے دن، میرے حلق اور سینے کے درمیان ٹیک لگائے میرے گھر وفات پائے۔

نکتہ ثانیہ: یہ اللہ کے نبی ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے کہ انہیں حضرت عائشہؓ کے گھر (کمرہ) میں دفن کیا گیا۔

اور اس کی حکمت یہ ہے:

- عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله ﷺ **فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ «لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ» قَالَتْ: فَلَوْلَا ذَاكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ، غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا.** متفق عليه: رواه البخاري (۱۳۹۰) ومسلمٌ (۵۲۹)، واللفظ لمسلم

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض کی حالت، جس سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ فرمایا: ”اللہ یہود اور نصاری پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا“۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اگر اس طرح نہ کہا ہوتا تو آپ کی قبر کو کھلی جگہ رکھا جاتا، لیکن یہ خدشہ تھا کہ کہیں اس پر سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے۔

- وفي رواية عند البخاري (۱۳۳۰) قالت: **«وَلَوْلَا ذَاكَ لَأُبْرِزُ قَبْرُه، غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَن يُتَّخذ مَسْجِدًا».**

بخاری (۱۳۳۰) کی روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں، عائشہؓ فرماتی ہیں: اگر یہ بات نہ ہوتی تو

لوگ آپ ﷺ کی قبر کو کھلے میں رکھتے لیکن مجھے خدشہ ہے کہ اس پر کہیں مسجد نہ تعمیر کردی جائے۔

نکتہ ثالثہ: آپ ﷺ کے بازو میں ابوبکر و عمرؓ کو دفن کیا گیا۔

- عن عائشة رضي الله عنها قالت: كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَإِنِّي وَاضِعٌ ثَوْبِي وَأَقُولُ: إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللَّهِ مَا دَخَلْتُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي حَيَاءً مِنْ عُمَرَ. رواه أحمد (٢٥٦٦٠) بإسناد صحيح.

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے اس کمرہ میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اللہ ﷺ مدفون تھے، اس حال میں کہ میرے کپڑے پوری طرح ڈھکے نہیں ہوتے تھے، کیونکہ اس میں میرے شوہر اور والد تھے، جب عمرؓ کی یہاں تدفین ہوگئی تو میں حیا اور پردہ کی وجہ سے اپنے کپڑوں کو باندھے ہوئے ہوتی۔

نکتہ رابعہ: حضرت عائشہؓ کی وفات کے بعد ان کے کمرہ کے دروازے بند کردیے گئے۔ اور ایک مدت بعد ایک رات تیز بارش کی وجہ سے اس کمرہ کی دیوار منہدم ہوگئی۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں میں گھبراہٹ اور خوف پیدا ہوگیا۔

- عن هشام بن عروة، عن أبيه: لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِي زَمَانِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، أَخَذُوا فِي بِنَائِهِ فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ، فَفَزِعُوا وَظَنُّوا أَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ، فَمَا وَجَدُوا أَحَدًا يَعْلَمُ ذَلِكَ حَتَّى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ: «لَا وَاللَّهِ مَا هِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ ﷺ، مَا هِيَ إِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ». رواه البخاري (١٣٩٠) قال: حدثنا فروة، ثنا علي يعني ابن مسهر عن هشام بن عروة، فذكره.

ہشام بن عروہؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ ولید بن عبدالملک کے دور میں جب دیوار منہدم ہوگئی تو انھوں نے دوبارہ اس کو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا، اچانک اس دوران ایک قدم دکھائی دیا، لوگ یہ سوچ کر گھبرا گئے کہ یہ قدم (کہیں) آپ ﷺ کا تو نہیں۔ اور لوگوں میں بھی کوئی ایسا نہیں تھا جو اس بابت وضاحت کرسکے تا ایں کہ عروہ نے اللہ کی قسم کھاتے

ہوئے کہا کہ یہ قدم نبی کا نہیں بلکہ عمرؓ کا ہے۔

نکتہ خامسہ : ۹۱ھ میں ولید بن عبدالملک نے والی مدینہ عمر بن عبدالعزیز کو حکم دیا کہ وہ ازواجِ مطہرات کے گھروں کو مسمار کرکے ان کو مسجد میں شامل کرلیں۔ علمائے مدینہ اور فقہائے شہر کو ولید کے اس حکم پر اعتراض تھا، لیکن والی مدینہ نے کہا کہ یہ امیرالمومنین کا حکم ہے اور اس کو بجالانے کے علاوہ میرے پاس کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ انھوں نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مسجد کی تعمیر مکمل کی جس کے لئے تین سال کا وقت لگا۔

آپ نے سب سے پہلے جنوبی حصہ میں ایک بلند دیوار تعمیر کی اور پھر اس سے جوڑ کر مشرقی و مغربی سمت میں دو دیواریں اس طرح کھڑی کی کہ ان کا سرا شمال میں ایک دوسرے سے ایسے جڑتا کہ ان کی مجموعی شکل مثلث نما ہوگئی۔

نکتہ سادسہ : قرطبی اپنی مشہور کتاب "المفہم" میں رقمطراز ہیں: ''مسلمانوں نے قبرِ رسول اللہ ﷺ کی بابت کو سدِ الذریعہ کے تحت کافی احتیاط سے کام لیا ہے، روضہ اطہر کی حفاظت کے لئے بہت سارے انتظامات اور احتیاطی تدابیر اختیار کیں۔ وہاں تک رسائی کی ہر کوشش کو ناکام کرنے کے لئے اس کے اطراف ایک مضبوط ترین دیوار بنائی گئی، پھر انھیں خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں کوئی بندہ دورانِ عبادت یہ تصور اپنے ذہن میں نہ بٹھالے کہ اس کا قبلہ قبرِ رسول ہے، چنانچہ اس تصور کو ختم کرنے کے لئے دو اور دیواریں تعمیر کی گئیں جس کی وجہ سے اس حدبندی کی شکل مثلث نما ہوگئی اور اب اس طرح کے باطل تصور کی تھوڑی سی بھی گنجائش باقی نہ رہی''۔

قرطبی کا یہ اقتباس عمر بن عبدالعزیزؒ کی ان کاوشوں کی طرف اشارہ ہے جس کا تذکرہ ابھی پچھلی سطروں میں ہوچکا ہے۔

روضہ اطہر پر گنبد کی تعمیر نویں صدی ہجری کے اواخر ۸۸۹ھ میں مصر کے حکمران قایتبای کے دور میں ہوئی۔ اس گنبد کی بنیادوں کو مضبوط کرنے سمیت انھوں نے حجرہ کے شمالی حصہ میں ایک اور دیوار تعمیر کی۔

ان ساری کوششوں کی وجہ سے ان تینوں اصحاب کی قبروں کے اطراف یکے بعد دیگرے بہت ساری رکاوٹیں کھڑی کی گئیں، سب سے پہلے عائشہؓ کے کمرہ کی دیوار، اس کے بعد عمر بن

عبدالعزیز کی تعمیر کردہ اور پھر گنبد کے لیے تعمیر شدہ بنیادیں اور اس کے بعد سب سے آخر میں قبلہ اور مغربی سمت میں تعمیر شدہ آہنی دیوار۔ اس کی وجہ سے یہ قبریں نہ صرف محفوظ ہوگئیں بلکہ اگر کوئی نمازی نماز ادا کرنے کے لئے مسجدِ نبوی میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کی سمت قبریں نہیں ہوتی ہیں۔

یہ ساری تدابیر اور کوششیں رسول اللہ ﷺ کی دعا کا نتیجہ ہیں۔ آپ ﷺ نے دعا کی تھی:

«اللّٰهمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا، لَعَنَ اللهُ قَوْمًا اتَّخذوا قُبور أَنْبِيائِهِم مَسَاجِدَ». رواه الإمام أحمد (٧٣٥٨) بإسناد حسن عن أبي هريرة عن النبي ﷺ فذكره.

اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنا، اللہ کی لعنت ہو ان لوگوں پر، جنھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

نبی اکرم ﷺ اور صاحبین ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبروں کے زیارت کے آداب

مسجدِ نبوی میں نماز کی ادائیگی کے بعد، مستحب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے روضہ کے قریب جائیں اور آپ پر سلام بھیجیں۔ آپ کی قبر کی سمت نہایت ادب واحترام کے ساتھ کھڑے ہوکر نہایت ہی ہلکی اور پست آواز میں کہیں: «السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ، وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ» پھر تھوڑا بائیں جانب ہٹ کر ابوبکر پر سلام بھیجیں: « السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ» اور تھوڑا دائیں جانب ہٹ کر عمرؓ کو سلام کچھ اس طرح سے کریں: « السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُمَرُ الْفَارُوقَ، وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ» اس کے بعد قبلہ رو ہوکر اپنے لیے جو بھی دعائیں مانگنی ہوں اللہ سے مانگ لیں۔

سائب بن زید کی روایت کی رو سے روضہ شریف کے پاس اپنی آوازیں اونچی کرنا سخت ممنوع ہے۔

- قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهَذَيْنِ، فَجِئْتُهُ بِهِمَا، قَالَ: مَنْ أَنْتُمَا -أَوْ مِنْ أَيْنَ أَنْتُمَا؟- قَالَا: مِنْ أَهْلِ الطَّائِفِ، قَالَ: «لَوْ كُنْتُمَا مِنْ أَهْلِ الْبَلَدِ لَأَوْجَعْتُكُمَا، تَرْفَعَانِ أَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟». رواه البخاري (٤٧٠)

سائبؓ کہتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا، اچانک کسی نے مجھ پر کنکری پھینکی، دیکھا تو وہ عمر بن خطابؓ تھے۔ انھوں نے کہا کہ جاکر، ان دو افراد کو لے آو، چنانچہ میں انھیں لے آیا۔ آپؓ نے ان دونوں سے پوچھا تم دونوں کون ہو یا کہاں کے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: ہم طائف سے ہیں۔ آپؓ نے کہا کہ اگر تم لوگ مقامی ہوتے تو میں تمہیں سزا دیے بغیر جانے نہیں دیتا، کیا تم لوگ مسجدِ نبوی میں اپنی آواز اونچی کرتے ہو؟

مدینہ منورہ میں کسی بھی قسم کی نئی بات (بدعت) شروع کرنا حرام ہے، بدعتی یا بدعتی کو پناہ دینے والے کے خلاف سخت عتاب ہے:

- عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: مَا كَتَبْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْقُرْآنَ وَمَا فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الْمَدِينَةُ حَرَامٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ». رواه البخاري (۳۱۷۹)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ سے صرف قرآن اور جو اس صحیفہ میں موجود ہے، وہی لکھا۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے مدینہ کا حصہ عائر (پہاڑی) سے فلاں پہاڑی تک حرام ہے۔ پس جو بھی دین میں نئی بات ایجاد کرے، یا بدعتی کو پناہ دے، اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ اس کے فرائض اور نوافل کو قبول نہیں کرے گا۔

اس روایت اور دوسری بہت ساری روایات سے پتہ چلتا ہے کہ زائرین روضہ اطہر کی زیارت کرتے ہوئے کسی بھی قسم کی بدعت سے گریز کریں۔

چند بدعتی اعمال وافعال جو عموماً زائرین سے روضہ اطہر کے پاس سرزد ہوتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں، جن سے بچنا لازمی ہے:

- امام کے سلام پھیرنے کے فوری بعد، بعض زائرین کا روضہ اطہر کی جانب دوڑ پڑنا اور وہاں اس طرح خشوع وخضوع کا اظہار کرنا جیسے یہی قبلہ وکعبہ ہو۔

- روضہ کی طرف منہ کرکے اسی کو قبلہ بناکر بیٹھنا۔
- قبروں کے اطراف میں بنی آہنی جالیوں اور اس کے دروازوں کو عقیدت کے ساتھ چھونا۔
- دور سے قبرِ اطہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ہاتھ ہلانا اور اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دیتے ہوئے سلام پڑھنا۔
- شرکیہ قصائد جیسے بوصیری وغیرہ کے اشعار پڑھنا۔
- یہ عقیدہ رکھنا کہ نبی ﷺ پیروں اور مرشدوں سے مصافحہ کے لئے اپنا ہاتھ قبر سے باہر نکالتے ہیں۔

یہ سارے امور بدعات ہیں جن سے اجتناب لازمی ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہاں پر تعینات پولیس افسروں کا تعاون کرتے ہوئے ان کی ہدایات پر عمل پیرا ہوں۔

مسجد نبوی میں منبرِ رسول اللہ ﷺ :

جاہلیت میں خطباء مسطح زمین پر، پہاڑیوں پر، سواریوں پر، دوکانوں پر، درختوں پر اور منبروں پر خطبات دیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی عکاظ کے بازار میں زمین پر، صفا کی پہاڑی پر، مدینہ میں کھجور کے تنے پر، حجۃ الوداع میں اپنی سواری پر اور آخر میں منبر پر خطبات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

- عن جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ جِذْعٌ يَقُومُ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ أَصْوَاتِ الْعِشَارِ، حَتَّى نَزَلَ النَّبِيُّ ﷺ، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ. رواه البخاري (۹۱۸)

جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ ایک لکڑی (کا تنا) تھا جس کے سہارے کھڑے ہو کر آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرماتے تھے، پھر جب منبر بن گیا (تو اس پر آپ خطبہ دینے لگے) تو وہ لکڑی سے حاملہ اونٹنی کی طرح رونے کی آواز آنے لگی۔ آپ ﷺ منبر پر سے اترے اور اس پر ہاتھ رکھا۔

• وعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ إِلَى جِذْعٍ، فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ. رواه البخاري (٣٥٨٣)

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک لکڑی کے سہارے خطبہ دیا کرتے تھے، جب منبر تیار ہوگیا تو اس پر خطبہ دینے لگے، جس کی وجہ سے اس لکڑی سے نحیف سی آوازیں نکلنی شروع ہوگئیں۔ آپ آئے اور اس لکڑی پر اپنا ہاتھ پھیرا۔

• وعَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، فَقَالُوا: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ مِنْبَرُ رَسُولِ اللهِ ﷺ؟ قَالَ: مَا بَقِيَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ هُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي، هُوَ مِنْ أَثْلِ الْغَابَةِ، وَعَمِلَهُ فُلَانٌ —مَوْلَى فُلَانَةِ— لِرَسُولِ اللهِ ﷺ، وَكَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَسْتَنِدُ إِلَى جِذْعٍ فِي الْمَسْجِدِ يُصَلِّي إِلَيْهِ إِذَا خَطَبَ، فَلَمَّا اتَّخَذَ الْمِنْبَرَ فَقَعَدَ عَلَيْهِ حَنَّ الْجِذْعُ، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَوَطَدَهُ حَتَّى سَكَنَ. رواه ابن أبي شيبة (٣٢٤٠٦)

ابوحازم کہتے ہیں کہ لوگ، سہل بن سعدؓ کے پاس آئے اور ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا منبر کس چیز کا بنا ہوا تھا؟ انھوں نے کہا اس سوال کا جواب مجھ سے بہتر دینے والا کوئی بقیدِ حیات نہیں رہا۔ چنانچہ انھوں نے کہا کہ منبر غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے بنا ہوا ہے۔ اس کو فلاں خاتون کے غلام، فلاں نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بنایا تھا۔ اس سے پہلے مسجد میں ایک لکڑی تھی جس کا سہارا لے کر آپ ﷺ خطبات ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب منبر بن کر تیار ہوگیا تو آپ اس پر بیٹھ گئے جس کی وجہ سے وہ لکڑی کراہنے کی آوازیں نکالنے لگی۔ آپ نے اس لکڑی پر ہاتھ پھیرا جس سے وہ خاموش ہوگئی۔

مسجد نبوی میں منبر کی جگہ مشہور اور معروف ہے۔

مسجدِ قباء:

تاریخِ اسلام کی یہ اولین مسجد ہے، اس کی فضیلت میں بہت ساری احادیث مروی ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

• عن ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قال: «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يأتي مَسْجِدَ قُباء راكبًا

وماشِيًا، فَيُصَلِّي فيهِ رَكْعَتَينِ». وزاد في رواية: «كُلَّ سَبْتٍ». متفق عليه: رواه البخاري (۱۱۹۴)، ومسلم (۱۳۹۹:۵۱۶)

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجدِ قباء پیدل یا سوار آیا کرتے تھے، اور دو رکعات نماز ادا کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ "ہر ہفتہ کے دن"۔

والزيادة رواها الشيخان أيضاً في صحيحيهما البخاري (۱۱۹۳)، ومسلم (۱۳۹۹:۵۲۱)

- عن سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ رضي الله عنه: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءَ، فَصَلَّى فِيهِ صَلَاةً، كَانَ لَهُ كَأَجْرِ عُمْرَةٍ». رواه النسائي (۳۷/۲)، وابن ماجه (۱۴۱۲) بإسناد حسن، وصحّحه الحاكم (۱۲/۳)

سہل بن حنیفؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص اپنے گھر سے پاک ہوکر، مسجدِ قباء آئے اور اس میں نماز ادا کرے تو اس کا اجر عمرہ کے برابر کا ہوگا۔

- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما، أَنَّهُ شَهِدَ جَنَازَةً بِالْأَوْسَاطِ فِي دَارِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَأَقْبَلَ مَاشِيًا إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِفِنَاءِ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَقِيلَ لَهُ: أَيْنَ تَؤُمُّ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ قَالَ: أَؤُمُّ هَذَا الْمَسْجِدَ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى فِيهِ كَانَ كَعَدْلِ عُمْرَةٍ». رواه ابن حبان (۱۶۲۷) بإسناد حسن.

حضرت ابن عمرؓ نے اوساط میں سعد بن عبادہ کے گھر، جنازہ میں شرکت فرمائی، پھر وہ پیدل چلتے ہوئے بنو حارث بن خزرج کے صحن بنو عمرو بن عوف کے پاس آئے۔ آپ سے پوچھا گیا، کہ کہاں کا قصد ہے؟ انھوں نے کہا میں بنو عمرو بن عوف کی مسجد کا قصد ہے، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو کوئی یہاں پر نماز ادا کرے گا اس کو عمرہ کا ثواب ملے گا۔

آپ ﷺ کا خصوصی طور پر ہفتہ کے دن یہاں آنا مصلحت سے بھرا ہوا تھا، دراصل ہوتا یوں تھا کہ جو افراد جمعہ کے دن مدینہ میں غائب ہوتے، ان کی خبر گیری کے لئے وہاں جاتے تھے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت جیسے قرآن بیان کرتا ہے: { لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ

عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ} [سورة التوبة: ١٢٨]

آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی ہفتہ کے دن مسجد قباء کی زیارت کا حکم ویسے ہی باقی ہے۔ اس مسجد میں نماز ادا کرنا بالکل ویسے ہی مستحب ہے جیسے طواف کے دوران رمل کرنا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ وہ ہر ہفتہ قباء کا چکر لگالیا کرتے تھے۔

- وعن أبي سلمة بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ: مَرَّ بِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيّ قَالَ: قُلْتُ لَهُ: كَيْفَ سَمِعْتَ أَبَاكَ يَذْكُرُ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِى أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى؟ قَالَ: قَالَ أَبِي: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي بَيْتِ بَعْضِ نِسَائِهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْمَسْجِدَيْنِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى؟ قَالَ: فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصْبَاءَ، فَضَرَبَ بِهِ الأَرْضَ ثُمَّ قَالَ «هُوَ مَسْجِدُكُمْ هَذَا» لِمَسْجِدِ الْمَدِينَةِ –قَالَ: فَقُلْتُ: أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ أَبَاكَ هَكَذَا يَذْكُرُهُ. رواه مسلم (١٣٩٨)

ابو سلمۃ بن عبدالرحمن رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے میرے سامنے سے گزرتے ہوئے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کے والد کا اس مسجد کے بارے میں کیا کہنا تھا جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے؟ انھوں نے کہا کہ میرے والد کا بیان ہے کہ وہ آپ ﷺ کے پاس ایک مرتبہ آئے اور آپ ﷺ اس وقت کسی زوجہ مطہرہ کے گھر میں تھے، اور پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! وہ کونسی مسجد ہے جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی ہے؟ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھا کر انھیں زمین پر دے مارا اور کہا کہ یہی وہ تمھاری مسجد ہے۔ یعنی مسجدِ نبوی۔ (اس کے بعد) ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا واللہ میں نے بھی آپ کے والد سے بالکل اسی طرح سنا ہے۔

- وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضي الله عنه قَالَ: اخْتَلَفَ رَجُلَانِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: هُوَ مَسْجِدُ الرَّسُولِ، وَقَالَ الْآخَرُ: هُوَ مَسْجِدُ قُبَاءٍ، فَأَتَيَا النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَاهُ فَقَالَ: «هُوَ مَسْجِدِي هَذَا». رواه الإمام أحمد (٢٢٨٠٥)، و ابن حبان (١٦٠٤)، والطبراني في الكبير (٦/ ٢٥٤) وإسناده حسن.

سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ عہدِ نبوی ﷺ میں دولوگوں کا آپس میں جھگڑا (اختلاف) ہوگیا کہ ''اَلْمَسْجِدِ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى'' ایک نے کہا کہ اس سے مرد امسجدِ نبوی ہے جبکہ دوسرے نے کہا کہ نہیں یہ مسجدِ قباء ہے، چنانچہ وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس آئے اور اپنے اختلاف کا سارا ماجرا سنایا تو آپ ﷺ نے کہا کہ اس سے مراد ''یہ میری مسجد ہے (مسجدِ نبوی ﷺ)''۔

مولف حفظہ اللہ ان دونوں قسم کی روایات کو اس طرح سے جمع کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ''اگر تقوی کی بنیاد میں اولیت کی قید لگادی جائے تو پھر اس سے مراد مسجدِ قباء ہے۔ کیونکہ اس کے تعمیری کام کا آغاز مسجدِ نبوی سے دس دن قبل ہوا تھا۔ اور اگر اس کے مفہوم کو مطلق لیا جائے تو پھر اس سے مراد مسجدِ نبوی ہی ہے۔ بہرحال دونوں مسجدوں کی بنیاد رسول اکرم ﷺ نے ہی رکھی تھی۔

احد کا پہاڑ:

یہ مدینہ منورہ کا ایک بڑا پہاڑ ہے۔ جس کی مسافت شہر سے چار کلومیٹر ہے۔ اس کی فضیلت میں آئی ہوئی احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

- عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ، حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ: «هَذِهِ طَابَةُ، وَهَذَا أُحُدٌ، جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ».

متفق عليه: رواه البخاري (٤٤٢٢) واللفظ له، ومسلم (١٣٩٢: ٥٠٣)

ابوحمیدؓ کہتے ہیں کہ ہم غزوہِ تبوک سے واپس ہورہے تھے، جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ طابہ ہے اور یہ احد کا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے۔

- عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قال: قال رسول الله ﷺ: «إِنَّ أُحُدًا هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ». رواه الإمام أحمد (٨٤٥٠) بإسناد حسن.

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ احد کا پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے۔

وادی عقیق:

حجاز کی مشہور وادیوں میں وادی عقیق کا شمار ہوتا ہے۔ یہ نقیع نامی مقام کے قریب واقع ہے۔ اس کی مسافت شہر سے چار میل کی ہے۔ اس کو وادی مبارک بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالی نے نبی اکرم ﷺ کو یہاں نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔

- عن عمر رضي الله عنه قال: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ بِوَادِي الْعَقِيقِ: «أَتَانِي اللَّيْلَةَ آتٍ مِنْ رَبِّي، فَقَالَ: صَلِّ فِي هَذَا الْوَادِي الْمُبَارَكِ، وَقُلْ عُمْرَةٌ فِي حَجَّةٍ». رواه البخاري (١٥٣٤)

عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو وادی عقیق کے بارے میں فرماتے سنا کہ کل رات میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہا کہ اس مبارک وادی میں آپ نماز ادا کیجئے۔ اور اعلان فرمادیجئے کہ عمرہ حج میں جمع ہو گیا۔

بقیع غرقد:

بقیع غرقد، مسجد نبوی کے جنوب مشرق میں واقع بڑا ہی وسیع وعریض قبرستان ہے۔ بقیع غرقد کے پودوں کی طرف نسبت دیتے ہوئے اس کو بقیع کہا جاتا ہے، یا پھر اس علاقہ میں موجودہ عوسج کے پودوں کی وجہ سے کہتے ہیں۔ اس مقبرہ میں دفن ہونے کی جو فضیلت ہے وہ نیچے ملاحظہ کر سکتے ہیں:

- عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلَّمَا كَانَتْ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقُولُ: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا وَإِيَّاكُمْ مُتَوَاعِدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ». رواه ابن حبان (٣٥٢٣)

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آپ ﷺ کی ان کے یہاں باری ہوا کرتی تھی، تو اس رات رسول اللہ ﷺ آخری پہر بقیع تشریف لے جاتے اور دعا فرماتے: «السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا وَإِيَّاكُمْ مُتَوَاعِدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ بِكُمْ

لَاحِقُونَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيعِ الْغَرْقَدِ» مومنوں کے گھروں پر سلامتی ہو، جس کا وعدہ تم سے کیا گیا تھا وہ مل کر رہے گا۔ ہم عنقریب تم سے ملیں گے۔اے اللہ! بقیع غرقد والوں کی مغفرت فرما۔

عوالی مدینہ اور وہاں کے عجوہ کھجور:

عہدِ نبوی ﷺ میں مدینہ کا ایک اہم محلہ عوالی مدینہ تھا۔ جو مدینہ کے جنوب مشرق میں واقع تھا۔ اس علاقہ میں کھجور کے کافی باغات تھے اور ہمیں احادیث میں ان کھجوروں کی فضیلت ملتی ہے:

- عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَكَلَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِمَّا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حِينَ يُصْبِحُ، لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ حَتَّى يُمْسِيَ». رواه مسلم (۲۰۴۷: ۱۵۴)

سعد بن ابو وقاصؓ، نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص صبح میں ان دو پہاڑیوں کے مابین کے سات کھجور کھالے، شام تک اس کو زہر کا کچھ بھی اثر نہیں ہوگا۔

- وعنه مرفوعًا: «مَنْ تَصَبَّحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَلَا سِحْرٌ». متفق عليه: رواه البخاري (۵۷۶۹)، ومسلم (۲۰۴۷: ۱۵۵).

انھیں سے ایک اور مرفوع روایت ہے کہ جو کوئی صبح کے وقت عجوہ کے سات کھجور کھالے، اس دن زہر اور جادو کا کچھ بھی اثر اس پر نہیں ہوگا۔

- وعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فِي عَجْوَةِ الْعَالِيَةِ شِفَاءً -أَوْ إِنَّهَا تِرْيَاقٌ- أَوَّلَ الْبُكْرَةِ». رواه مسلم (۲۰۴۸)

عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عوالی کے عجوہ کھجوروں میں شفاء ہے یا اس کا صبح سویرے کھانا زہر کے لئے تریاق کا کام کرتا ہے۔

عوالی کا یہ علاقہ آج کل 'العوالی' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عجوہ مدینہ کے کھجوروں کی ایک قسم ہے، جو حجم میں صیحانی سے بڑا ہوتا ہے اور اس کی رنگت سیاہ ہوتی ہے۔

مدینہ نبوی ﷺ میں رہن سہن کے آداب:

نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں رہائش اختیار کرنے پر ابھارا ہے۔ اور جو مکین اس سے بیزار ہوکر، یا تنگ دل ہوکر اس شہر کی سکونت ترک کر دیتا ہے اس کے لئے عتاب بیان فرمایا ہے۔

- عَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَبِي زُهَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّونَ، فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، ثُمَّ يُفْتَحُ الشَّامُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ، ثُمَّ يُفْتَحُ الْعِرَاقُ، فَيَأْتِي قَوْمٌ يَبُسُّونَ فَيَتَحَمَّلُونَ بِأَهْلِيهِمْ وَمَنْ أَطَاعَهُمْ، وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ». متفق عليه: (رواه البخاري: ۱۸۷۵، ومسلم: ۱۳۸۸: ۴۹۷)

سفیان بن ابوزہیرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یمن فتح ہوگا، فتح کے بعد لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے، اپنے اہلِ خانہ اور ہم نواؤں کو یہاں سے لے کر جائیں گے۔ کاش، انھیں پتہ ہوتا کہ مدینہ ہی کی رہائش ان کے لئے بہتر رہتی۔ پھر شام فتح ہوگا، لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے اہل خانہ اور ہم نواوں کو یہاں سے لے کر نکل جائیں گے۔ کاش انھیں پتہ ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر آماجگاہ تھی۔ پھر عراق فتح ہوگا، لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے اہل خانہ اور ہم نواوں کو یہاں سے لے کر نکل جائیں گے۔ کاش انھیں پتہ ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر آماجگاہ تھی۔

اس روایت کا شمار ان روایتوں میں ہوتا ہے جو آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل میں سے ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ نے شہروں کی فتح یابی کی جو ترتیب اس روایت میں بیان فرمائی ہے، بالکل اسی طرح یہ سارے شہر فتح ہوئے۔ یمن آپ ﷺ کے حینِ حیات آخری ایام میں فتح ہوا، پھر شام فتح ہوا اور اس کے بعد عراق۔

ان شہروں میں اللہ تعالی نے خوشحالی اور کشادگی دی تھی، لوگ یہ دیکھ کر وہاں کوچ کرنے

لگے۔حالانکہ اگر وہ مدینہ ہی میں قیام کرتے تو ان کے لئے خیر کا باعث تھا۔حدیث میں جو خیر کا تذکرہ آیا ہے وہ بہت سارے معانی اور مفاہیم میں ہے، جیسے یہاں پر ایک نماز کی ادائیگی کا ثواب ہزار درجہ ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے مدینہ کے صاع و مد میں برکت کی دعائیں فرمائی ہیں، جس کے وہ لوگ حقدار ہوتے، اس کے علاوہ جو مدینہ کی تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے اسی شہر میں ٹھہرے رہتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کے حقدار بنتے۔

حدیث میں مدینہ سے جو کوچ کرنے کی بات کی گئی ہے دراصل اس کا تعلق بیزاری اور عدمِ دلچسپی کی وجہ سے اس شہر کو چھوڑنا ہے۔ہاں ضرورتاً جیسے تجارت، طلبِ علم، جہاد، رشتہ داروں سے ملنے یا پھر کوئی بیرونی باشندہ مدینہ منورہ کی زیارت کو آکر دوبارہ اپنے گھر واپس لوٹنا چاہے تو یہ سب اس میں داخل نہیں ہیں۔کیونکہ یہ سارے لوگ تو مدینہ کی فضیلت کا عقیدہ تو رکھتے ہیں۔آپ ﷺ کے فرمان «وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ» سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں۔

اس حدیث میں ان لوگوں کے بارے میں پیشن گوئی ہے جو مدینہ سے اپنے گھر والوں کو لے کر نکلتے ہیں اور خوشحالی کی تلاش میں دوسرے شہر منتقل ہوجاتے ہیں۔ان لوگوں کے بارے میں کہا گیا کہ دراصل مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا۔

- عَنْ يُحَنَّسَ مَوْلَى الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ فِي الْفِتْنَةِ، فَأَتَتْهُ مَوْلَاةٌ لَهُ تُسَلِّمُ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ: إِنِّي أَرَدْتُ الْخُرُوجَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، اشْتَدَّ عَلَيْنَا الزَّمَانُ. فَقَالَ لَهَا عَبْدُ اللهِ: اقْعُدِي لَكَاعِ. فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ «لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَائِهَا وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ، إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا أَوْ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ». رواہ مسلم (۱۳۷۷: ۴۸۲)

زبیرؓ کے غلام یحنس کی روایت ہے کہ وہ فتنہ (حرۃ) کے دور میں عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک لونڈی آئی اور سلام عرض کیا، کہنے لگی اے ابوعبدالرحمن! میں یہاں سے نکلنا چاہتی ہوں۔کیونکہ حالات بڑے کٹھن ہیں۔عبداللہؓ نے اس سے کہا یہیں ٹھہری رہ۔اس لیے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ جو کوئی مدینہ کی تکالیف اور

پریشانیوں کو برداشت کرتے ہوئے یہیں قیام کرے گا تو میں روزِ قیامت اس کے حق میں سفارش کروں گا یا اس کے لئے گواہ رہوں گا۔

یہاں فتنہ سے مراد فتنہ حرۃ ہے جو یزید بن معاویہ کے دور ۶۳ھ میں پیش آیا تھا۔

- وعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أن رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ « يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَدْعُو الرَّجُلُ ابْنَ عَمِّهِ وَقَرِيبَهُ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ فِيهَا خَيْرًا مِنْهُ أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكِيرِ تُخْرِجُ الْخَبِيثَ. لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفِيَ الْمَدِينَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيرُ خَبَثَ الْحَدِيدِ ».

رواه مسلم (۱۳۸۱: ۴۸۷)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک دور آئے گا جس میں کوئی شخص اپنے چچازاد بھائی یا اپنے عزیزوں سے کہے گا کہ چلو، ہم (یہاں سے نکل کر) خوشحال اور فراوانی والے شہروں کا رخ کرتے ہیں، کاش انھیں پتہ ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا۔ قسم ہے اس ذات کی، جس کے ہاتھ میری جان ہے۔ جو کوئی اس شہر سے بیزار ہو کر نکلے گا، اللہ اُس سے بہتر شخص کو اس میں آباد کرے گا۔ ہاں سنو! مدینہ ایک بھٹی کی طرح ہے جو گندگی کو نکال باہر کرتا ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ مدینہ، اپنے اندر سے برے لوگوں کو بالکل اسی طرح نکال باہر نہیں کرے گا جس طرح ایک بھٹی لوہے کے کچرے کو نکال دیتی ہے۔

- وعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَأَصَابَ الأَعْرَابِيَّ وَعَكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَقِلْنِي بَيْعَتِي. فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي. فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي. فَأَبَى فَخَرَجَ الأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ « إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيِّبُهَا». متفق عليه: رواه البخاري (۷۲۱۱)، ومسلم (۱۳۸۳: ۴۸۹)، وفي معناه أحاديث كثيرة.

جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی آیا اور رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی، پھر وہ بیمار پڑ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں اپنی بیعت واپس لینا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے اس کو منع کر دیا، وہ دوبارہ آیا اور کہنے لگا کہ میں اپنی بیعت واپس لینا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے اس کو دوبارہ منع کر دیا، پھر تیسری بارہ وہ آیا اور کہنے لگا کہ مجھے اپنی بیعت واپس لینی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے منع کر دیا تو وہ چل پڑا (اپنے دیہات کی طرف)۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ مدینہ بھٹی کی طرح ہے جو گندگی کو نکال باہر کرکے، اچھائی کو رہنے دیتا ہے۔

اللہ کے رسول نے ﷺ بیعت ختم کرنے سے اس لئے منع کیا کہ وہ معصیت میں معاون تھی۔ یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ فتحِ مکہ سے قبل مدینہ کی طرف ہجرت ہر مسلمان کے لئے لازم تھی، جو کوئی ہجرت نہیں کرتا اس کا مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں رہتا جیسا کہ اللہ نے فرمایا: { اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۷۲﴾ } [الانفال:۷۲]

جو لوگ ایمان لائے اور وطن سے ہجرت کر گئے اور خدا کی راہ میں اپنے مال وجان سے لڑے۔ وہ اور جنھوں نے (ہجرت) کرنے والوں کو جگہ دی اور ان کی مدد کی۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں اور جو لوگ ایمان تو لے آئے لیکن ہجرت نہیں کی تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں، تم کو ان کی رفاقت سے کچھ سروکار نہیں۔ اور اگر وہ تم سے دین (کے معاملات) میں مدد طلب کریں تو تم کو مدد کرنی لازم ہوگی۔ مگر ان لوگوں کے مقابلہ میں کہ تم میں اور ان میں (صلح کا) عہد ہو، (مدد نہیں کرنی چاہیے) اور خدا تمھارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے۔

یہ واقعہ فتحِ مکہ سے پہلے کا ہے، نبی ﷺ نے اس دیہاتی سے یہ بیعت بھی لی تھی کہ وہ مدینہ ہی میں رہے گا اور اس شہر کو چھوڑ کر اپنے وطن واپس نہیں جائے گا۔ اس حدیث کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ مدینہ سے صرف وہی لوگ نکلیں گے جو خالص مومن نہیں ہیں اور جو اپنے ایمان میں

مخلص ہیں وہ یہیں رکے رہیں گے۔ ہاں ضرورت کے لئے باہر نکل سکتے ہیں۔

اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ { رَبَّنَآ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِیُقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجۡعَلۡ اَفۡئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَہۡوِیۡۤ اِلَیۡہِمۡ وَ ارۡزُقۡہُمۡ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَشۡکُرُوۡنَ } [إبراهيم: ۳۷]

اے پروردگار، میں نے اپنی اولاد کو میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں، تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لابسایا ہے۔ اے پروردگار، تاکہ یہ نماز پڑھیں تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کردے کہ ان کی طرف جھکے رہیں، اور ان کو میووں سے روزی دے تاکہ (تیرا) شکر کریں۔

اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کو قبول کرلیا اور مکہ میں بیت اللہ بنایا اور جس کی وجہ سے اس کی طرف انبیاء اور صالحین، دنیا کے چہار جانب سے حج اور عمرہ کے مناسک ادا کرسکیں گے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے: { یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ } [الحج: ۲۷] کہ لوگ پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر جو دور دراز راستوں سے چلے آتے ہوں (سوار ہوکر) چلے آئیں۔

ابراہیم علیہ السلام نے پھلوں کی جو دعا مانگی تھی، اس کی وجہ سے بنجر وادی میں زندگی کو باقی رکھنے اور بحال رکھنے کے لئے اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام کی دعا سن لی، حالانکہ مکہ میں کوئی پھلدار درخت اور زرخیز زمین نہیں ہے۔ لیکن اللہ نے ایسا انتظام فرمایا ہے کہ ہر جگہ سے یہاں رزق آتا ہے: { اَوَ لَمۡ نُمَکِّنۡ لَّہُمۡ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجۡبٰۤی اِلَیۡہِ ثَمَرٰتُ کُلِّ شَیۡءٍ رِّزۡقًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ } [القصص: ۵۷]

کیا ہم نے ان کو حرم میں جو امن کا مقام ہے، جگہ نہ دی، جہاں ہر قسم کے میوے پائے جاتے ہیں (اور یہ) رزق ہماری طرف سے ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ یہ ہمارا لطف وکرم ہے کہ ہم نے حرم کے اطراف غلہ واناج اور پھلوں کی کاشتکاری کے لئے زمین ہموار کی۔ وہ وہاں سے مکہ والوں کے لئے لائے جاتے ہیں تاکہ حرمِ مکی باشندگانِ حرم سے آباد رہے۔

- عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «اللَّهُمَّ إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا، مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ. اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ». متفق عليه: رواه البخاري (۵۴۲۵)، ومسلم (۱۳۶۵: ۴۶۲)

انس بن مالک ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے اللہ! میں ان دو پہاڑیوں کے درمیان کے حصہ کو اسی طرح حرمت والا قرار دیتا ہوں، جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو محترم قرار دیا۔ اے اللہ ان کے صاع اور مد میں برکتیں نازل فرما۔

- وعن عائشة رضي الله عنها قالت: قال النبي صلى الله عليه وسلم: «اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا، وَفِي مُدِّنَا، وَصَحِّحْهَا لَنَا» متفق عليه: رواه البخاري (۱۸۸۹)، ومسلم (۱۳۷۶: ۴۸۰)

عائشہ ؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی کہ اے اللہ ہمارے نزدیک مدینہ کو مکہ کی طرح بلکہ اس سے زیادہ محبوب بنادے۔ اے اللہ ہمارے صاع اور ہمارے مد میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور یہاں کی (مدینہ) آب وہوا کو صحت مند بنادے۔

- عن عبدالله بن زيد رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: «أَنَّ إِبْرَاهِيمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَدَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِينَةَ كَمَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَا دَعَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام لِمَكَّةَ» متفق عليه: رواه البخاري (۲۱۲۹)، ومسلم (۱۳۶۰: ۴۵۵)

عبداللہ بن زید ؓ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرمت والا شہر بنایا اور اس شہر کے لئے دعا مانگی۔ میں مدینہ کو اسی طرح حرمت والا قرار دیتا ہوں، جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو قرار دیا اور میں مدینہ کے صاع اور مد میں اسی طرح برکت کی دعا کرتا ہوں، جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا فرمائی تھی۔

مسلم کے الفاظ ہیں ’میں نے مدینہ کے صاع اور مد کے لئے وہی دعا مانگی ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے مانگی تھی‘۔

حدیث کے الفاظ ’’مثل ما دعا به ابراهيم‘‘ شاذ ہیں جو صرف ایک راوی سے مروی

ہیں۔ لیکن صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اہلِ مدینہ کے لئے مکہ سے زائد کی دعا مانگی تھی۔

- حديث أنس بن مالك رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال: «اللَّهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِينَةِ ضِعْفَيْ مَا جَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ». متفق عليه: رواه البخاري (۱۸۸۵)، ومسلم (۱۳۶۹: ٤٦٦)

انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعافرمائی: اے اللہ مکہ کے مقابل مدینہ میں دگنی برکتیں نازل فرما۔

- ومنها حديث أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا اللَّهُمَّ اجْعَلْ مَعَ الْبَرَكَةِ بَرَكَتَيْنِ». رواه مسلم (۱۳۷٤: ٤٧٥)

ابو سعید خدریؓ کی حدیث میں ہے: ”اے اللہ ہمارے لئے مدینہ میں برکت عطا فرما، اے اللہ ہمارے صاع میں ہمارے لئے برکت عطا فرما، اے اللہ ہماے لئے ہمارے مد میں برکت عطافرما۔ اے اللہ ہمارے لئے ہمارے اس شہر میں برکت عطافرما۔ اے اللہ برکت میں اضافہ فرمااور اس سے دگنی عطاکر“۔

- ومنها حديث أبي هريرة رضي الله عنه أنه قال: كَانَ النَّاسُ إِذَا رَأَوْا أَوَّلَ الثَّمَرِ جَاءُوا بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَإِذَا أَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَالَ «اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّنَا اللَّهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ». قَالَ ثُمَّ يَدْعُو أَصْغَرَ وَلِيدٍ لَهُ فَيُعْطِيهِ ذَلِكَ الثَّمَرَ. رواه مسلم (۱۳۷۳: ٤٧٣)

ابوہریرۃؓ کی روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب پہلا پھل آتا تو لوگ اس کو نبی ﷺ کے پاس لاتے، آپ ﷺ اس کو لے کر دعا فرماتے۔ اے اللہ !ہمارے پھلوں میں برکت عطا

فرما، اے اللہ ہمارے شہر میں ہمارے لئے برکتیں نازل فرما۔ ہمارے لئے ہمارے مد اور صاع میں برکتیں عطا فرما۔ اے اللہ ! ابراہیم علیہ السلام تیرے بندے، تیرے خلیل، اور تیرے نبی ہیں۔ میں تیرا نبی اور بندہ ہوں۔ انھوں نے مکہ کے لئے دعا فرمائی تھی اور میں مدینہ کے لئے اسی طرح دعا کرتا ہوں جس طرح انھوں نے مکہ کے لئے فرمائی تھی بلکہ اس سے دگنی۔ وہ کہتے ہیں پھر آپ ﷺ کسی چھوٹے لڑکے کو بلاتے اور پھل اس کو دے دیتے۔

- ومنها عن أبي هريرة رضي الله عنه أيضا قال: قيل: يا رسول الله صَاعُنا أصغرُ الصِّيْعَانِ، ومُدُّنَا أصْغَرُ الأَمْدَادِ. فقال رسول الله ﷺ: «اللهُمَّ بارِكْ لنَا في صَاعِنَا، ومُدِّنَا، وقَلِيْلِنَا، وكَثِيْرِنَا، واجْعَلْ مَعَ الْبركةِ بَرَكَتينِ».

رواه ابن حبان في صحيحه (۳۲۸۴)

ابوہریرۃؓ کی ایک اور روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ ہمارا صاع سب سے چھوٹا صاع اور ہمارا مد سب سے چھوٹا مد ہے۔ آپ ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ ہمارے لئے، ہمارے صاع، ہمارے مد، ہمارے قلیل، ہمارے کثیر میں برکت عطا فرما اور اس برکت میں اضافہ فرما۔

نبی ﷺ نے مدینہ کے لئے مکہ سے دگنی برکت کی جو دعا فرمائی۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ مدینہ دارالہجرۃ تھا اور جو کوئی حلقہ بگوش اسلام ہوتا تو وہ مدینہ آنے کا خواہشمند ہوتا۔ اس طرح دن بہ دن اس کے باشندگان کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ مدینہ کی زرخیز زراعتی زمین صرف وہاں کے قدیم باشندگان کے غلہ کے لئے کافی تھی۔ اس لئے نبی ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کی مکہ کے لئے دعا کے بالمقابل دگنی برکت کی دعا فرمائی اور یہ دعائیں قبول کرلی گئیں۔ چنانچہ مدینہ کا بازار، اپنی تنگدامنی اور وسائل کی کمی کے باوجود دوسرے شہروں کے بالمقابل کافی بڑا اور کشادہ تھا۔ برکت کی وجہ سے کم مقدار میں کھانے کے باوجود، ایک انسان شکم سیر ہوجاتا ہے۔ باشندگانِ مدینہ کو نبی اکرم ﷺ کی برکت کی دعا کا بخوبی احساس اور اندازہ ہے۔ یہ برکت صاع اور مد میں شامل حال ہونے سمیت اطمینانِ نفس میں بھی ہے۔ باشندگانِ مدینہ کو سعادت کا وہ احساس حاصل رہتا ہے جو کسی اور شہر کے باشندوں کو نہیں رہتا۔ یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ برکت

کی وجہ سے مدینہ، مکہ سے افضل نہیں ہوجائے گا۔ برکت اور شئے ہے، فضیلت دوسری۔ مکہ میں ایک نماز کا اجر لاکھ نمازوں کے برابر ہے جبکہ مدینہ میں ہزار نمازوں کے برابر۔

- حديث علي بن أبي طالب رضي الله عنه قال: مَنْ زَعَمَ أَنَّ عِنْدَنَا شَيْئًا نَقْرَأُهُ إِلَّا كِتَابَ اللهِ وَهَذِهِ الصَّحِيفَةَ قَالَ وَصَحِيفَةٌ مُعَلَّقَةٌ فِي قِرَابِ سَيْفِهِ فَقَدْ كَذَبَ فِيهَا أَسْنَانُ الإِبِلِ وَأَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ، وَفِيهَا قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: «الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلَى ثَوْرٍ، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلاَ عَدْلاً وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ وَمَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوِ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلاَ عَدْلاً». متفق عليه: رواه البخاري (٧٣٠٠)، ومسلم (١٣٧٠: ٤٦٧)

علی بن ابوطالبؓ کی روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جو یہ سمجھتا ہے کہ ہمارے پاس قرآن کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ہے جس کو پڑھا جائے۔ سوا اس صحیفہ کے جو آپ کی تلوار سے لٹکا ہوا تھا، تو وہ جھوٹا ہے۔ اس میں اونٹوں کی عمر اور کچھ جراحات ہیں اس کے علاوہ اس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ مدینہ کا علاقہ عیر پہاڑی سے ثور پہاڑی تک حرام ہے۔ پس جو کوئی اس میں بدعت کرے یا اس میں بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ روزِ قیامت اس کے نوافل اور فرائض قبول نہیں کرے گا۔ سارے مسلمانوں کا ذمہ ایک ہے۔ جس کی کوشش ان میں کا ادنی بھی کرسکتا ہے۔ جو کوئی اپنے والد کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے یا اپنے موالی کے سوا کسی اور کی طرف اپنی نسبت کرے تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔ روزِ قیامت اس کے نوافل اور فرائض قبول نہیں کئے جائیں گے۔

- وحديث أنس بن مالك رضي الله عنه أنه سئل أحرَّمَ رسولُ اللهُ المدينةَ؟ قَالَ: نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي: هَذِهِ

شَدِيدَةٌ، «مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلاَ عَدْلاً». متفق عليه: رواه البخاري (۷۳۰٦)، ومسلم (۱۳٦٦: ٤٦٣)

انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کو حرمت والا قرار دیا؟ انھوں نے کہا: ہاں، فلاں حصہ سے فلاں حصہ تک، جو کوئی اس علاقہ میں (دین میں) نئی بات کو ایجاد کرے گا اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔ روزِ قیامت اللہ اس کے فرائض اور نوافل کو قبول نہیں کرے گا۔

- وحديث أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «الْمَدِينَةُ حَرَمٌ فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلٌ وَلَا صَرْفٌ». رواه مسلم (۱۳۷۱: ٤٦۹)

ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ حرمت والا ہے، جو کوئی اس میں نئی بات ایجاد کرے گا یا کسی بدعتی کو پناہ دے گا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالی اس کے نوافل اور فرائض قبول نہیں کرے گا۔

آپ ﷺ کے فرمان: "مَنْ أحدثَ فيها حدثًا" کا مطلب: اگر کوئی گناہ کا ارتکاب کرے یا منکر کرے اور جو اس کی پیروی کرے، چاہے عقیدہ کے باب میں ہو یا عمل کے باب میں وہ تمام اس وعید میں داخل ہوں گے۔

آپ ﷺ کے فرمان: "فعليه لعنة الله ..." کا مطلب: مدینہ میں بدعت کرنا، کبائر میں سے ہے۔ کیونکہ بدعتی اللہ کی رحمت جو جانوروں کو بھی محیط ہوتی ہے اس سے دھتکار دیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کے فرمان: "والملائكة والناس أجمعين" کا مطلب، اس میں رحمتِ الٰہی سے دوری بتلانا مقصود ہے، اور بطورِ مبالغہ اس میں ملائکہ اور لوگوں کو شامل کیا گیا ہے ورنہ تو پھر اس کے دھتکارنے کے لئے لعنتِ الٰہی کافی ہے۔

بدعتی کو پناہ دینے کا مطلب: بدعتی کی حمایت کرنا اور اس کا تعاون کرنا۔ بدعتی اور اس کو پناہ دینے والا، دونوں کا گناہ یکساں اور برابر ہے۔ یہ دونوں لسانِ نبوت سے ملعون ہیں۔ بدعتی کو پناہ

دینے والا، گرچہ بدعت کا توار تکاب نہیں کرتا، لیکن بدعتی کو پناہ دینے سے وہ کبائر کا مرتکب ہوجاتا ہے۔ کیونکہ کسی کو پناہ دینا بالفاظِ دیگر اس کی تائید اور پشت پناہی ہے جس کی وجہ سے وہ بدعت عوام میں پھیلنے لگتی ہے، چونکہ مدینہ مہبطِ وحی اور علومِ کتاب وسنت کے حصول کا مرکز ہے۔ یہ دارالسنۃ اور دارالہجرۃ ہے۔ اس مقدس جگہ بدعت کا پھیلانا بڑا ہی برا اور قبیح فعل ہے۔

آپ ﷺ کے فرمان: "لَا يَقْبَلُ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا" کا مطلب: اللہ فرائض اور نوافل کو قبول نہیں کرے گا۔ یعنی بدعتی اور بدعتی کو پناہ دینے والے کے فرائض اور نوافل کو قبول نہیں کرے گا، کیونکہ یہ ایسے امور ہیں جس کا حکم اللہ اور اس کے رسول سے صادر نہیں۔ اللہ تعالی تمام شرکیہ اور بدعتی امور سے بے نیاز ہے۔

کسی بھی زمانہ میں کسی بھی قسم کی بدعت یا بدعتی کو پناہ دینا، کسی بھی جگہ مردود اور ملعون ہے۔ لیکن اگر یہی بدعت، مدینہ نبوی ﷺ میں ہو تو پھر اس کا عقاب بڑا ہی بھیانک اور سخت ہے کیونکہ یہ مہبطِ وحی اور رسول اللہ ﷺ وصحابہ کرام کا شہر ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے دنیا بھر میں اسلام کی نشر واشاعت ہوئی یہی وجہ ہے کہ اس کو دوسرے شہروں پر فضیلت حاصل ہے۔

کہا گیا کہ جو وعید بیان کی گئی ہے وہ دراصل صرف رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے دور تک مختص ہے کیونکہ اس دور میں لوگ تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدینہ کی طرف ہجرت کرتے تھے اور جب کوئی یہاں بدعت کا ارتکاب کرتا یا بدعتی کو پناہ دیتا تو پھر اس بات کے امکانات اور خدشات بڑھ جاتے کہ یہ بدعت تیزی سے پھیل جائے۔

مجھے لگتا ہے کہ پہلی بات زیادہ صحیح ہے کیونکہ اس جگہ کے تقدس اور فضیلت کو سامنے رکھتے ہوئے یہ وعید عہدِ نبوی ﷺ اور بعد کے ادوار یہاں تک کہ آج اور مستقبل کو بھی شامل ہے۔ اسی طرح جو فتنہ اور فساد میں مبتلا ہوکر باشندگانِ مدینہ میں دہشت پیدا کرتے ہیں اور انھیں تکلیف دیتے ہیں یا پھر جو لوگ فسادیوں اور دین وسیاسی نظام سے منحرف افراد کی حمایت کرتے ہوئے ان کا تعاون ومدد کرتے ہیں اور امن وسکون میں خلل پیدا کرتے ہیں تو وہ سارے کے سارے اس وعید میں شامل ہیں۔

جوان روایات کو ذہن میں رکھ کر، اور آدابِ مدینہ کا خیال کرتے ہوئے مدینہ ہی میں رہائش اختیار کرتے ہیں اور وہیں انھیں موت لاحق ہوجائے تو پھر وہ شفاعتِ نبوی ﷺ کے حقدار ہوں گے۔

- عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، عن رسول الله ﷺ قال: «مَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَمُوتَ بِالْمَدِينَةِ فَلْيَمُتْ بِهَا، فَإِنِّي أَشْفَعُ لِمَنْ يَمُوتُ بِهَا». رواه الترمذي (٣٩١٧)، وابن ماجه (٣١١٢)، وابن حبان (٣٧٤١)، والإمام أحمد (٥٤٣٧). وقال الترمذي: "هذا حديث حسن صحيح غريب".

عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ مدینہ میں انتقال کرسکتا ہو، تو وہ مدینہ میں ہی انتقال کرے کیونکہ میں اس شخص کے بارے میں سفارش کروں گا۔

اس حدیث کا مطلب جو شخص پریشانیوں اور معاشی تنگدستیوں کے باوجود اس کو برداشت کرتے ہوئے مدینہ ہی میں قیام کرنے کو ترجیح دے تو روزِ قیامت نبی ﷺ اس کے حق میں سفارش کریں گے۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالتَّوْفِيقُ

ترجمہ مکمل ہوا۔ ۱۰/۳/۲۰۲۰ء

مصنف کی دیگر اہم مطبوعات

عربی زبان میں:

۱۔ أبو هريرة في ضوء مروياته:

- طبع تلخيصه من دار الكتاب المصري، القاهرة عام ۱۳۹۹ھ.
- وطبع تلخيص تلخيصه من مكتبة الغرباء الأثرية، المدينة المنورة عام ۱۴۱۸ھ.
- والطبعة الثالثة لتلخيص التلخيص من مكتبة الميمنة، بالمدينة المنورة، عام ۱۴۴۰ھ.

۲۔ أقضية رسول الله ﷺ لابن الطلاع (ت ٤٩٧ هـ) التحقيق والاستدراك

- الطبعة الأولى: دار الكتاب اللبناني، بيروت، لبنان ۱۴۰۱ھ.
- الطبعة الثانية: دار الكتاب اللبناني، بيروت، لبنان ۱۴۰۲ھ.
- الطبعة الثالثة: مكتبة دار السلام، الرياض ۱۴۲۴ھ.

۳۔ دراسات في الجرح والتعديل

- الطبعة الأولى: الجامعة السلفية، الهند ۱۴۰۲ھ.
- الطبعة الثانية: مكتبة الغرباء، المدينة المنورة ۱۴۱۵ھ.
- الطبعة الثالثة: عالم الكتب، بيروت ۱۴۱۵ھ.
- الطبعة الرابعة: مكتبة الغرباء، المدينة المنورة ۱۴۱۹ھ.
- الطبعة الخامسة: مكتبة دار السلام، الرياض ۱۴۲۴ھ.

۴۔ المدخل إلى السنن الكبرى للبيهقي (ت ٤٥٨ هـ)

- الطبعة الأولى: دار الخلفاء للكتاب الإسلامي، الكويت ۱۴۰۴ھ.
- الطبعة الثانية: أضواء السلف، الرياض ۱۴۲۰ھ.

۵۔ دراسات في اليهودية والنصرانية

- الطبعة الأولى: مكتبة الدار، المدينة المنورة ۱۴۰۹ھ.

۶۔ فصول في أديان الهند

- الطبعة الأولى: دار البخاري، المدينة المنورة ۱۴۱۷ھ.

۷۔ دراسات في اليهودية والنصرانية وأديان الهند

- الطبعة الأولى: مكتبة الرشد، الرياض ۱۴۲۲ھ.
- الطبعة السابعة: مكتبة الرشد، الرياض ۱۴۳۷ھ.

۸۔ فتح الغفور في وضع الأيدي على الصدور

للعلامة محمد حياة السندي (ت ۱۱۶۳ھ)

- الطبعة الأولى: دار السنة، مصر ۱۴۰۹ھ.
- الطبعة الثانية: كلية القرآن والحديث، فيصل آباد، باكستان ۱۴۱۸ھ.
- الطبعة الثالثة: مكتبة الغرباء، المدينة المنورة ۱۴۱۹ھ.

۹۔ ثلاثة مجالس من أمالي ابن مردويه (ت ٤١٠ هـ)

- الطبعة الأولى: دار علوم الحديث، الإمارات العربية المتحدة ۱۴۱۰ھ.

۱۰۔ معجم مصطلحات الحديث ولطائف الأسانيد

- الطبعة الأولى: أضواء السلف، الرياض ۱۴۲۰ھ.
- الطبعة الثانية: أضواء السلف، الرياض ۱۴۲۵ھ
- الطبعة الثالثة: دار الإمام مسلم، المدينة المنورة ۱۴۳۸ھ.

۱۱۔ السنن الصغرى للحافظ البيهقي (ت ٤٥٨هـ) تخريجه وشرحه باسم: «المنة الكبرى في تخريج وشرح السنن الصغرى» في ۹ مجلدات.

الحافظ البيهقي أخرج «السنن الصغرى» من «السنن الكبرى» لبيان أصح ما استدل به الإمام الشافعي.

فحاولت أن أضيف إليه أدلة بقية الفقهاء الثلاثة. فصار الكتاب «المنة الكبرى» في فقه المقارن للمذاهب الأربعة.

- الطبعة الأولى: مكتبة الرشد، الرياض ١٤٢٢هـ.
- الطبعة الثانية: مكتبة الرشد، الرياض ١٤٢٦هـ.

١٢۔ الجامع الكامل في الحديث الصحيح الشامل

وموضوعه: استقصاء الأحاديث الصحيحة من الكتب التي أُلِّفت إلى القرن الخامس، وعددها نحو مائتي كتاب.

وبلغ عدد الأحاديث الصحيحة من هذه الكتب في «الجامع الكامل» نحو سبعة عشر ألف حديث.

- الطبعة الأولى: مكتبة دار السلام، الرياض ١٤٣٧هـ في ١٢ مجلدًا.
- والطبعة الثانية مع إضافات جديدة في ١٨ مجلدًا، مع كشاف موضوعات الكتاب وأبوابه البالغ عددها نحو ستة ألف باب، مع ترقيم أحاديثه. طبع بباكستان عام ١٤٤١هـ وهي نسخة معتمدة لدى المؤلف.

١٣۔ اختصار الجامع الكامل

وهو جاهز للطبع في خمسة مجلدات.

١٤۔ تحفة المتقين في ما صح من الأدعية و الأذكار والرقى والطب عن سيد المرسلين عليه أفضل الصلاة وأزكى التسليم

- الطبعة الأولى: مكتبة أحمد بن حنبل، فيصل آباد، باكستان ١٤٣٦هـ.
- الطبعة الثانية: جامعة دار السلام، عمر آباد، الهند ١٤٣٦هـ.

١٥۔ كتاب الأدب العالي

- الطبعة الأولى: جامعة دار السلام، عمر آباد، الهند ١٤٣٨هـ.

١٦۔ التمسك بالسنة في العقائد والأحكام

- الطبعة الأولى: مكتبة الغرباء، المدينة المنورة ١٤١٧هـ.
- الطبعة الثانية: دار الميمنة، المدينة المنورة ١٤٤٠هـ.

۱۷۔ سيرة المصطفى ﷺ الصحيحة على منهج المحدثين
وهو تحت الطبع في إحدى دول الخليج.

۱۸۔ فضائل الصحابة الصحيحة على منهج المحدثين
وهو جاهز للطبع.

۱۹۔ القول الصريح في صلاة التراويح
وهو جاهز للطبع.

۲۰۔ عظمة الحرمين الشريفين في قلوب المسلمين
وهو تحت الطبع.

اردو زبان میں ترجمہ شدہ کتابیں:

۱۔ اقضیہ رسول اللہ ﷺ یعنی نبی ﷺ کے فیصلے
پہلا ایڈیشن: مکتبہ معارف اسلامی، لاہور—سن اشاعت: ۱۹۸۷ء
دوسرا ایڈیشن: مکتبہ معارف اسلامی، لاہور—سن اشاعت: ۱۹۹۱ء
تیسرا ایڈیشن: مکتبہ معارف اسلامی، لاہور—سن اشاعت: ۲۰۰۴ء
اس کے بعد بھی یہ کتاب کئی مرتبہ زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے۔

۲۔ تحقیق المدخل الکبیر للبیہقی
اس تحقیق کا ترجمہ معارف اسلامی، لاہور سے سنہ ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا۔

۳۔ معجم اصطلاحات حدیث
پہلا ایڈیشن: جامعہ اسلامیہ عالمیہ، اسلام آباد
دوسرا ایڈیشن: دار الکتب السلفیہ، دہلی- سن اشاعت: ۲۰۰۴ء

۴۔ قرآن انسائیکلوپیڈیا
فریوائی اکیڈمی، نئی دہلی سے سنہ ۲۰۱۸ء میں شائع ہوا۔

۵۔ تحفۃ المتقین

پہلا ایڈیشن: مختار فاؤنڈیشن، ممبئی-سن اشاعت: ۲۰۱۷ء

دوسرا ایڈیشن: جامعہ دار السلام، عمرآباد، جنوب ہند-سنِ اشاعت۲۰۱۷ء

۶۔ اسلامی آداب واخلاق کا صحیح مجموعہ

پہلا ایڈیشن: جامعہ دار السلام، عمرآباد، جنوب ہند-سنِ اشاعت: ۲۰۱۹ء

۷۔ اتباع سنت: عقائد اور احکام میں

پہلا ایڈیشن: دار السلام، ریاض

دوسرا ایڈیشن: دار السلام، ریاض

تیسرا ایڈیشن: دار الہدی، اڈپی، کرناٹک، جنوب ہند-سنِ اشاعت: ۲۰۱۹ء

۸۔ تلخیص جامع کامل

مصنف-حفظہ اللہ-نے تقریباً (۲۰) سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد «الجامع الکامل» کا کام مکمل کیا جو پہلے (۱۲) جلدوں میں شائع ہوئی، اور اب اس کا دوسرا ایڈیشن بعض اضافات کے ساتھ (۱۹) جلدوں میں پاکستان سے شائع ہوا ہے، اور یہی نسخہ مصنف کے نزدیک معتمد ہے۔

یہ کتاب (۱۶۸۰۰) صحیح حدیثوں پر مشتمل ہے جو کہ تاریخ اسلام کی پہلی کوشش ہے، کیونکہ اب تک اسلام کی دوسری بنیاد یعنی احادیث کے مکمل صحیح مجموعہ کو ایک کتاب میں جمع نہیں کیا جاسکا۔ یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر عبد الودود جیسے منکرین سنت اہل سنت سے یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ اگر سنت اسلام میں حجت ہے تو کوئی ایسی کتاب بتائیں جس میں تمام صحیح احادیث کو جمع کردیا گیا ہو، تاکہ قرآن کی طرح اس پر بھی عمل کیا جاسکے۔

اور یہی سوال مجھ سے بھی مختلف مجالس میں کیا جاتا رہا، اور میرے پاس بھی اس کا کوئی تشفی بخش جواب نہیں تھا، سوائے اس کے کہ کوئی صحیح حدیث ضائع نہیں ہوئی، بلکہ تمام صحیح حدیثیں حدیث کی سینکڑوں کتابوں میں محفوظ ہیں۔

میرے بعض شاگردوں نے بتایا کہ اسی طریقے کے سوالات ان سے بھی کئے جاتے رہے ہیں۔
الحمدللہ! تاریخ اسلام کا یہ خلا «الجامع الکامل» کی تالیف کے ذریعے پر ہو گیا، اور اب منکرین سنت کو حجیت سنت کا انکار کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔
«الجامع الکامل» کا ترجمہ کسی بھی زبان میں ممکن نہیں، کیونکہ مکمل کتاب تخریج اور جرح وتعدیل کے مباحث پر مشتمل ہے، اور علم حدیث ایک ایسا فن ہے جو عربی کے علاوہ کوئی زبان اس کے متحمل نہیں ہو سکتی، اس لئے مصنف نے اس ضخیم کتاب کی تلخیص پانچ جلدوں میں تیار کی، تاکہ اس کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا جاسکے۔
الحمدللہ! اردو اور انگریزی زبان میں «تلخیص الجامع» کا ترجمہ مکمل ہو چکا ہے اور اب وہ مراجعہ کے مراحل سے گذر رہا ہے، امید ہے کہ عنقریب یہ کتاب بھی (۱۲) جلدوں میں شائع ہوگی۔ ان شاءاللہ
اردو اور انگریزی کے علاوہ بنگالی اور ملیشین زبان میں بھی «تلخیص الجامع» کا ترجمہ جاری ہے۔

ہندی زبان میں

۱۔ قرآن انسائیکلوپیڈیا

مصنف کا کہنا ہے کہ سنہ ۱۹۹۰ء کے درمیان میں نے محسوس کیا کہ ہندی زبان میں قرآن مجید کے ۱۰ سے زائد ترجمے شائع ہو چکے ہیں، لیکن یہ غیر مسلم ان ترجموں کے ذریعے قرآن کو صحیح طریقے سے سمجھ نہیں سکتے، اس لئے کہ قرآن کریم بے شمار موضوعات پر مشتمل ہے جیسے: توحید کا بیان اور شرک کی مذمت، اسلامی عبادات، احکام، معاملات، سیرت انبیاء واشخاص، تاریخ اقوام، جمادات وحیوانات کی تخلیق کی حکمت، مکارم اخلاق اور برے اخلاق کی مذمت۔
اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ ان موضوعات کی روشنی میں قرآن مجید کا ایک انسائیکلوپیڈیا تیار کیا جائے، چنانچہ میں نے ۱۹۹۰ کے قریب آج سے ۳۰ سال قبل کچھ فرصت نکال کر یہ کام

شروع کیا۔ الحمد للہ! ۲۰۱۰ میں قرآن کا انسائیکلوپیڈیا مکمل ہوگیا، جس کے اب تک (٦) ایڈیشن شائع ہوچکے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے۔

- پہلا ایڈیشن: مکتبہ دار السلام، ریاض- سنِ اشاعت: ۲۰۱۰ء
- دوسرا ایڈیشن: جمعیت اہل حدیث، دہلی- سنِ اشاعت: ۲۰۱۰ء
- تیسرا ایڈیشن: مرکز الدعوۃ الاسلامیہ، دہلی- سنِ اشاعت: ۲۰۱۲ء
- چوتھا ایڈیشن: جمعیت التوحید الخیریہ، بہار- سنِ اشاعت: ۲۰۱۲ء
- پانچواں ایڈیشن: دار الہدی، بمبئی- سنِ اشاعت: ۲۰۱۳ء
- چھٹا ایڈیشن: جمعیت اہل حدیث، بمبئی- سنِ اشاعت: ۲۰۱۳ء

اور اب اس کا ساتواں ایڈیشن مختلف رنگوں میں خوبصورت تزئین کاری کے ساتھ الہدی پبلیکیشن- دہلی سے شائع ہوچکا ہے۔

۲۔ قرآن کی شیتل چھایا

یہ چھوٹی سی کتاب ان مقالات کا مجموعہ ہے جو سنہ ۱۹۶۸ء کے قریب ماہنامہ «کانتی» میں چھپا کرتے تھے جسے مصنف نے «جامعہ اسلامیہ» میں پڑھتے ہوئے تحریر فرمایا تھا، جس کا مقصد غیر مسلموں میں قرآن پڑھنے کا شوق پیدا کرنا تھا، اور پھر انہیں مقالات کو کتابی شکل میں پہلی بار دہلی سے سنہ ۱۹۷۷م میں شائع کیا گیا، اس کے بعد لگاتار یہ کتاب دس سے زائد مرتبہ شائع ہوتی رہی، جو غیر مسلم حضرات میں کافی مقبول ہوئی۔

۳۔ ترجمہ قرآن کا اشراف

ہندی زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا مکمل اشراف جو شاہ فہد پرنٹنگ پریس- مدینہ منورہ سے کئی مرتبہ شائع ہوچکا ہے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

یادداشت

ہماری مطبوعات

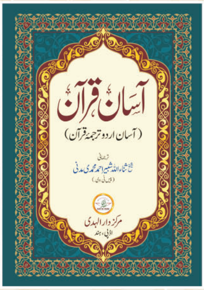

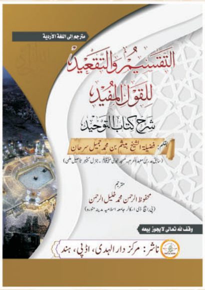

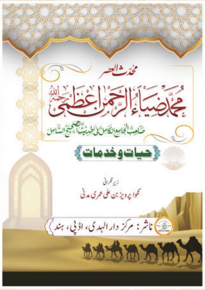

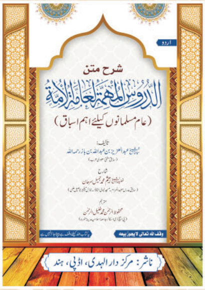

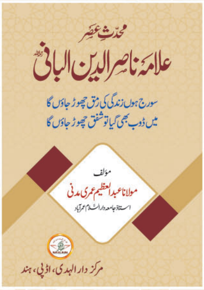

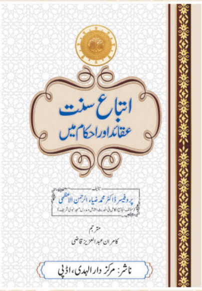

DAR-UL-HUDA
1, First Floor, Himalay Pearl, Manipal Road
Kadiyali, Udupi, Karnataka - India Pin: 576102
Tel.: 0820 2525905, Mob.: +91 8904481890
Whatsapp: +966 507472706 | E.: dar_ul_hudaudupi@yahoo.com